itsurdu.blogspot.com

ناولٹ

شہزادی حفصہ

حصار تیری دھڑکنوں کا

itsurdu.blogspot.com

شام کا موسم کچھ ابر سا ہو گیا تھا حالانکہ دن تک سورج بادلوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ہوا بھی خوشگوار سی ہو گئی تھی۔ ہلکی ہلکی، ٹھنڈی ٹھنڈی، بھینی بھینی۔ سہانی سہانی۔

وہ کمرے میں شاعری پڑھنے میں مصروف تھی۔

میرے چارہ گر میرے ہمنوا
تیرے عشق کی لگے گی کب صدا
میرے دل پہ تیرا یوں راج ہے
جیسے تیرے عشق کی ہوئی انتہا

بچوں کا شور محلے میں کرکٹ کے بیچ موجود تھا۔

"ابے او یہ چوکا نہیں چھکا ہے۔"

"بیٹا اب کی بار گھر میں بال گئی نا تو اچھا نہیں ہوگا۔"

"اب کی بار بال میں کراؤں گا۔ دیکھنا کیسے پہلی ہی بال میں اس کی وکٹ لے لوں گا۔"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اس کے گھر میں آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

میں تیرے نام پر بھی تیری نہیں
مجھے اپنائے گا تو کب بھلا؟

اس شعر نے اس کے دل کے راز کھول کر رکھ دیئے تھے۔

میرا نام تو نے ہی تجویز کیا
ورنہ میں شہزادی تھی کب بتا؟

"دیکھ جب تک میں نہ کہوں رن نہ لینا۔"

"آیا بڑا کیپٹن۔ تیری وکٹ تو گئی۔"

وکٹ واقعی اڑ گئی تھی اور زبردست شور بلند ہوا تھا۔

"آج تو ان سب کی خیر نہیں۔" وہ غصے میں اپنا دوپٹہ سر پر لیتی ہوئی دروازے پر پہنچی تھی۔

"بس ختم کرو کرکٹ! بیٹھو اپنے اپنے گھروں میں۔ پڑھنا لکھنا نہیں آتا کیا؟ خود تو پڑھتے نہیں ہو دوسروں کو بھی نہیں پڑھنے دیتے۔" اس نے تیز آواز میں سب کو ڈانٹا تھا اور سب خاموش ہو گئے تھے۔

"سوری آپی۔ اب شور نہیں کریں گے۔" ایک بچے نے اس کے غصے کے آگے اپنی معصومیت کا استعمال کیا تھا۔ ہمیشہ ایسے ہی ہوتا تھا۔ بچے شور کرتے تھے۔ وہ ان پر چیختی تھی اور پھر کوئی بچہ اپنی معصومیت کا استعمال کرتے ہوئے اسے منا لیتا تھا۔

"کسی کی بھی شور کی آواز آئی تو بیٹ بال لے کر رکھ لوں گی۔" وہ ہمیشہ کی طرح ایسے ہی دھمکی دے گئی تھی۔

بچے روز ہی شام میں کرکٹ کھیلا کرتے تھے اور جب تک شور نہ ہو۔ پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ بچے کھیل رہے ہیں۔ لیکن جب وہ گھر پر ہوتی تھی تو بچوں کے لیے کھیلنا مشکل ہو جاتا تھا۔ وہ اسی طرح ڈانٹ کر شور بند کروا دیتی تھی۔ اب بچے تو بچے ہیں۔ شور نہیں کریں گے تو بچے ہی نہیں لگیں گے لیکن اس کی دی گئی دھمکی کہ "بیٹ بال لے کر رکھ لوں گی" وہ اپنے شور کا گلا گھونٹ دیتے تھے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آج بھی وہ گھر پر تھی۔ آفس جانے کا دل ہی نہیں تھا اور پھر موسم بھی ابر سا ہو گیا تھا کہ جیسے بارش برسی تو کھل کر برسے گی۔ یونی میں بھی اس کا موڈ تھوڑا خراب رہا تھا۔ وہ غصے میں ہی دروازہ بند کرتی ہوئی آرہی تھی تو تسبیح پڑھتی اماں کی آواز کان میں پڑی تھی۔

"کس کا خون پی کر آرہی ہے لڑکی؟" اس کا غصہ سے لال چہرہ دیکھ کر اس کی ماں نے پوچھا تھا۔

"ہاں ہاں میں انسان نہیں ڈریکولا ہوں نا۔" اس نے بدتمیزی سے جواب دیا تھا۔ آگے سے اماں نے کچھ اور نہیں کہا تھا بلکہ تسبیح میں ہی مصروف ہو گئی تھیں کیونکہ اپنی نک چڑھی بیٹی کو وہ اچھے سے جانتی تھیں۔

وہ اب سکون سے دوبارہ شاعری پڑھنے میں مصروف ہو چکی تھی کہ بادل گرجے تھے اور برسات کا راج شروع ہوا تھا۔ بارش بہت تیز ہو رہی تھی اور بچوں نے دوبارہ شور مچانا شروع کر دیا تھا لیکن اب کی بار وہ ان کو ڈانٹنے نہیں گئی تھی کیونکہ وہ بچے قدرت پر خوش ہو رہے تھے۔ برسات کی خوشی میں ہلہ گلا کر رہے تھے۔ ایسے میں انہیں ڈانٹنا مناسب نہیں تھا۔

وہ بھی بارش دیکھنے صحن میں آگئی تھی۔

صحن کے بیچوں بیچ ایک ستون گاڑا گیا تھا۔ آدھے حصے پر پکی چھت بنا دی گئی تھی جبکہ آدھا حصہ کھلا چھوڑ دیا تھا۔ یونی کا اسائنمنٹ وہ ہمیشہ لوڈشیڈنگ میں صحن کی پکی چھت کے نیچے بناتی تھی۔ کھلی چھت سے روشنی صاف اور ٹھنڈی ہوا آجاتی تھی۔

خوشی سے اپنے دونوں ہاتھ گیلے کیے تھے اور وہی گیلے ہاتھ منہ پر پھیر لیے تھے۔

"نہا لے۔" اماں نے اس کی خوشی دیکھ کر تسبیح ختم کر کے کہا تھا۔

"نہیں اماں۔ بیمار ہو جاؤں گی۔ گرمیوں کی پہلی بارش ہے اور آپ جانتی ہیں کہ گرمیوں کی پہلی بارش مجھے راس نہیں آتی۔" اس کے لہجے میں اداسی نہیں تھی کیونکہ اس کے لیے ضروری نہیں تھا کہ وہ بارش میں بھیگے۔ اس کے لیے بارش کا برسنا ہی ضروری تھا۔

رحمان کی رحمت زوروں پر تھی اور اس کا موڈ جو صبح سے خراب سا تھا۔ دل کچھ بوجھل سا تھا۔ اس کی رحمت کے سائے میں موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔ دل جھوم اٹھا تھا اور سارا بوجھ اتر سا گیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اللہ ہے ہی ایسی ہستی کہ جسے زبان سے پھر بتانا ضروری نہیں ہے۔تم دھڑکنوں سے بتادو، وہ سمجھ لے گا۔اور ایسا سمجھے گا کہ کوئی اور سمجھ ہی نہیں سکتا۔ایسا ہی اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔دل پر جو بوجھ تھا۔اللہ کو زبان سے بتائے بنا،وہ دھڑکنوں سے بتا چکی تھی اور دل ہلکا ہو گیا تھا۔

وہ بارش کی خوشی میں خوش تھی کہ اس کا موبائل بجا تھا۔اس نے بجنے دیا تھا۔وہ اس وقت صرف بارش۔اللہ کی رحمت محسوس کرنا چاہتی تھی۔موبائل بج کر بند ہو گیا تھا۔لیکن نہ جانے کون تھا کہ دوبارہ کال ملا دی تھی۔موبائل پھر بجا تھا اور اب کی بار وہ موبائل کی طرف بڑھی تھی۔

موبائل اٹھایا تو کوئی انجان نمبر تھا۔اسی لیے اسے بجتا ہوا چھوڑ کر دوبارہ صحن میں آ گئی تھی۔موبائل بجتے بجتے پھر بند ہو گیا تھا لیکن پھر دوبارہ بجنے لگا تھا۔وہ پھر پلٹی اور موبائل اٹھا کر صحن میں ہی دوبارہ آ گئی۔

"السلام علیکم!کون؟"

"منہ مانگی قیمت دوں گا۔"

"قیمت نہیں۔جان چاہیے۔"وہ آواز پہچان چکی تھی۔

"میری؟ہئے لے لو۔دل جان سب لے لو سویٹ ہارٹ۔"

"تمہاری جان نہیں چاہیے۔"اس نے قہقہہ لگایا تھا۔"ان لوگوں کی جان چاہیے جن کی تم لے چکے ہو۔"

"بکواس سننے کے لیے فون نہیں کیا ہے میں نے۔"غصے میں آواز ابھری تھی۔

"بکواس تو تم کر رہے ہو۔"وہ نڈر ہو کر بولی تھی۔

"میرا کیس چھوڑ دے۔"وہ سیدھا پوائنٹ پر آیا۔

"ابھی تو پکڑا ہے۔"اس کی بہادری قائم تھی۔

"جو چاہیے دوں گا۔"لالچ دیا گیا تھا۔

"میں بتا چکی ہوں کہ مجھے کیا چاہیے۔ان لوگوں کی جانیں مجھے دے دو جن کی تم لے چکے ہو۔تمہارا کیس ایسی جگہ دفن کر دوں گی جہاں سے کوئی دوبارہ نہیں نکال پائے گا۔"

"دیکھ لڑکی تیری یہ مانگ میں پوری نہیں کر سکتا۔"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

”دیکھ باگڑ بلے! تیری یہ التجاء میں پوری نہیں کر سکتی۔“ اس نے اسی کے انداز میں کہا تھا۔

”اپنی ماں کا ہی خیال کر لے۔“ اب دھمکی دے کر ڈرانے کی کوشش کی گئی تھی۔

”صرف اپنی ہی کیوں؟ دوسروں کی ماں کا بھی تو خیال کرنا چاہیے نا۔“ وہ پرسکون تھی۔

”بہت پچھتائے گی۔“

”دن تمہارے ہیں۔“ وہ فون کاٹ چکی تھی۔

”لے بھی آؤ اپنی دلہن۔“ وہ ویڈیو کال پر اپنی بڑی بہن سے بات کر رہا تھا۔ صوفے پر لیٹنے کے انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی دور سے دیکھے تو یہی سمجھے کہ وہ لیٹنے کی تیاری میں ہے۔

”لے آؤں گا۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔“ اس کا لہجہ پرسکون تھا۔

”میرے دو بچے ہو گئے ہیں۔ جو تمہیں ماموں، ماموں کہہ کر پکارتے ہیں۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟ یا دل نہیں کرتا کہ کوئی پاپا، پاپا کہہ کر پکارے۔“

”پاپا؟“ اس نے زبردست سا قہقہہ لگایا تھا۔ ”ابھی تو میں پچیس سال کا بچہ ہوں۔“

”بچہ؟ تم بچے ہو شاہ رخ؟“ ویڈیو کال پر بھنویں اچکائی گئی تھیں۔

”ظاہر ہے۔“ اس نے اطمینان سے کہا تھا۔

”تو نکاح بھی کیوں کیا؟ وہ بھی دو سال پہلے؟ تم تو تب بھی بچے ہی تھے نا؟“ طنز سے کہا گیا تھا۔

”بس کیا کیا جائے آپ کے ابا کی ہی کارستانی تھی۔“ اس نے شرارت سے کہا تھا۔

”آپ کے ابا؟ کیا وہ تمہارے ابا نہیں ہیں؟“

”وہ ایسے ہی منہ سے نکل گیا تھا۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

”تم پٹو گے شاہ رخ۔“

”تم پیٹو گی؟“ وہ ہنسا تھا۔

”شاہ رخ۔“ گھورا گیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"لے آؤں گا یار اسے۔" اس نے خیالوں میں کھوتے ہوئے کہا تھا۔

"اتنی ہی یاد آتی ہے تو اتنی دیر کیوں لگا رہے ہو؟" شرارت سے کہا گیا تھا۔

"دیر؟ دیر تو وہ لگا رہی ہیں۔ پڑھائی ہی نہیں ختم ہو کر دے رہی ہے۔" اس نے تھوڑی بیزاری سے پڑھائی کے معاملے میں کہا تھا۔

"تھوڑی خیر خبر ہی لے لو اس کی۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے میں بے خبر ہوں اس سے؟" اس نے بھنویں اچکائی تھیں۔

"کیا مطلب؟" نا سمجھی سے پوچھا گیا تھا۔

"مطلب کہ میں اپنی چیزیں بہت سنبھال کر رکھتا ہوں۔" اس نے ٹیڑھے انداز میں جواب دیا تھا۔

"سچ سچ بتاؤ شاہ رخ کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟" لہجہ مشکوک ہو گیا تھا۔

"کچھ زیادہ خاص نہیں مگر میری منکوحہ ہمارے نکاح کے بعد سے ہی میری نظر میں پوری پوری ہیں۔" اس نے شرارت سے کہا تھا اور ایک آنکھ بھی دبائی تھی۔

"تم تو بہت آگے نکلے۔" حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

"اب جب اللہ نے یہ رشتہ بنایا ہے تو بھلا میں قدر کیوں نہ کروں؟" اس نے دل سے کہا تھا۔

"صرف یہی بات ہے؟" شک ابھی بھی قائم تھا۔

"ہے ایک اور بات۔" اس نے پھر شرارت سے کہا تھا۔

"جلدی کہو۔" تجسس برداشت نہیں کیا جا رہا تھا۔

"محبت بھی تو ہے۔"

"اف میرے اللہ! میں تو بالکل سیدھا سادھا سمجھتی تھی اپنے بھائی کو۔ لیکن یہ تو......"

"کیا یہ تو؟ اسے میرے نکاح میں اسی لیے ابا جان نے دیا تھا کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ تو پھر نظر کیسے نہ رکھوں؟ اور پھر نکاح میں محبت تو اللہ جی ہی دیتے ہیں۔ ہمیں بھی ہو گئی۔" اس نے صفائی جلدی ہی دے دی تھی۔

"اچھا بس بس۔ لیکن اب جلدی کرو نا۔ لے بھی آؤ اسے۔"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"لے آؤں گا۔ مجھ سے اب تو لسّا رہا جاتا ہے؟" اس نے بیتابی سے کہا تھا۔

"بڑی بہن ہوں تمہاری۔" شرم دلانی چاہی تھی۔

"تو کیا ہوا؟ صرف ایک سال ہی بڑی ہو مجھ سے۔ تمہیں ہی جلدی تھی جلدی ٹپکنے کی۔ کیا ہو جاتا اگر میرے ساتھ ہی آ جاتیں۔ اور پھر۔ ہمراز بھی تو ہو میری۔" آخری جملہ اس نے ایسے کہا تھا کہ جیسے مسکا لگایا ہو۔

"چلو تمہارے بہنوئی صاحب آ گئے ہیں۔ پھر بات ہوگی۔ اللہ حافظ۔" اس کے مسکے کا کوئی خاص اثر اس نے نہیں لیا تھا۔

"اللہ حافظ۔ میرا پیار دینا اپنے چنوں منوں کو۔" ویڈیو کال بند کر دی گئی تھی۔

✿......✿......✿

رات تک بارش زوروں کی ہوئی تھی اور جب صبح سورج نکلا تو سب نکھر گیا تھا۔ پھول، پتے، تتلیاں، بچے، سب بے تحاشا خوش نظر آ رہے تھے۔

"اماں! آپ بس ماموں کے پاس جا رہی ہیں۔ ڈرائیور آتا ہی ہوگا۔" وہ اپنی اماں کا سامان جلدی جلدی پیک کر رہی تھی۔

"اے لڑکی۔ کیا کرتی پھر رہی ہے؟" اماں نے اس کی ہڑبڑی کا جائزہ اچھی طرح لیا تھا۔

"اماں! دیر نہ کریں۔ اپنی چادر لے لیں۔" وہ جس طرح اس شخص سے بے خوف ہو کر بولی تھی۔ ابھی خوف سے لرز رہی تھی۔

"کیا کوئی دھمکی ملی ہے؟" انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی آنکھوں میں ٹھیک سے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"اماں! آپ کو کھو نہیں سکتی۔" ان کے دونوں ہاتھ تھام کر، اپنے چہرے سے ہٹا کر، انہیں احترام سے چوم کر، آنکھیں نم کر لی تھیں۔

"تو کیا کرے گی پھر؟ کہاں رہے گی؟" انہیں اس کی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"میں ہاسٹل میں رہوں گی۔ وہاں مجھ تک پہنچنا مشکل ہوگا۔"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"مگر......"

"اگر مگر نہیں اماں۔ آپ ابھی جائیں۔ جب ماموں کے پاس پہنچ جائیں گی تو ہم تفصیل سے بات کر لیں گے۔" اس نے پھر ہڑ بڑی مچانی شروع کر دی تھی۔

ڈرائیور آ گیا تھا اور ہارن بجانا شروع کر دیا تھا۔

"جائیں اماں۔" اس نے نم آنکھوں سے ماں کو رخصت کر دیا تھا اور خود ہاسٹل چلی گئی تھی۔

⚙......⚙......⚙

"بس کچھ دن بندر کھو سالے کو۔ سب کچھ اگل دے گا۔" ڈیشنگ پرسنیلیٹی کے ساتھ وہ کھڑا فون پر ہدایت دے رہا تھا۔

"نہیں آج کل میں ایک دوسرے مشن پر ہوں۔ آگے کا پلین وہ سمجھا دے گا۔" وہ فون کاٹ چکا تھا۔

"ایک تو یہ بھی نا۔" فون کان پر لگایا تھا۔

"یہ تمہارا ٹرانسفر کہاں ہو رہا ہے؟" فون پر ڈائرکٹ سوال کیا گیا تھا۔

"تمہاری بھاوج کے پاس۔" وہ شوخ لہجے میں بولا تھا۔

"سچ سچ بتاؤ لڑکے کیا کرتے پھر رہے ہو تم؟"

"یار کام ہے ایک۔" وہ تنگ آ کر بولا تھا۔

"کیسے کام کرتے پھر رہے ہو؟"

"ایجنٹ ہوں یار۔ ایسے ہی کام ہو سکتے ہیں۔" وہ فخر سے بولا تھا۔

"مہر ماہ کے پاس جانے کی کوئی خاص وجہ؟"

"پہنچ کر بتاؤں گا۔" اس نے فون کاٹ دیا تھا۔

⚙......⚙......⚙

ہاسٹل سے وہ یونیورسٹی چلی گئی تھی۔

"یا اللہ! میری ماں کی حفاظت کرنا۔ وہ خیریت سے پہنچ گئی ہوں۔" وہ دل ہی دل میں بے چینی سے دعائیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کی جا رہی تھی۔

"آہ۔"

"اوہ سوری۔"

اس کی ساری کتابیں ہاتھ سے چھوٹ کر گر چکی تھیں۔

"آپ تھوڑا دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے؟" وہ ویسے ہی بہت پریشان تھی۔

"سوری کہہ تو چکا ہوں۔" وہ جھک کر اس کی کتابیں سمیٹنے لگا تھا۔

"سوری۔ نہ جانے کس بیوقوف انگریز نے یہ لفظ ایجاد کیا ہے۔ جیسے اسے کہنے سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ مستقل بول رہی تھی۔

"یہ لیجیے۔" اس نے ساری کتابیں اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی تھیں۔

"شکریہ۔" منہ بنا کر اس نے اپنی کتابیں جھٹ سے لے لی تھیں۔

"آپ پرنسپل آفس کا بتا سکتی ہیں؟" وہ کب سے ڈھونڈ رہا تھا۔

"بس یہاں سے رائٹ میں چلتے رہیے گا۔" اس نے غلط راستہ بتا دیا تھا۔

"تھینکس۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے بتائے ہوئے راستے پر مڑ گیا تھا۔ جب اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اب اندر جا چکی ہوگی تو راستہ بدل کر ٹھیک پرنسپل آفس کے راستے پر چلنا شروع کر دیا تھا۔

"بیوقوف لڑکی۔" دل ہی دل میں وہ ہنسا تھا۔

✡......✡......✡

بریک میں وہ گراؤنڈ میں اکیلی بیٹھی تھی جب شائستہ اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ کینٹین نہیں چلنا کیا؟"

"نہیں یار میرا بالکل دل نہیں۔" اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"پریشان ہو؟" وہ اس کی بہت پرانی دوست تھی۔ جلد پہچان گئی تھی۔

"نہیں تو۔" اس نے اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے چاہے تھے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"بتاؤ جلدی۔" شائستہ اس کی پرانی دوست تھی۔ پہچان چکی تھی کہ وہ پریشان ہے۔

"یار کل بہت بری دھمکی ملی ہے۔"

"کہا تھا میں نے۔ مت جا اس لائن میں۔ لیکن میری سنے کون؟ چل چلی بھی گئی تو کس نے کہا تھا کہ منسٹر کے بیٹے کو اپنا ٹارگٹ بنا لے۔" وہ باؤلی ہو کر تیز تیز بول رہی تھی۔

"یار میں ابھی بہت پریشان ہوں۔"

"تو ظاہر ہے۔ ایسے کاموں میں سکون کس کو ملتا ہے؟" اس نے برا منہ بنا کر کہا تھا۔

"ہٹ۔ دفع ہو۔ اس سے اچھا میں تجھے اپنی پریشانی بتاتی ہی نہیں۔" اس کا دل خراب ہو گیا تھا۔

"اچھا بتا تو۔ کیسی دھمکی مل گئی؟" وہ بھی تھوڑی پریشان ہو گئی تھی۔

"اماں۔"

"کیا؟" اس کی آنکھیں باہر آنے کو تھیں۔

"ماموں کے پاس بھیج دیا ہے انہیں۔ لیکن پتا نہیں ابھی تک پہنچی کہ نہیں۔"

"کب نکلی تھیں؟"

"صبح ہی صبح۔"

"اب تک تو شہر سے باہر نکل چکی ہوں گی۔ فکر مت کر۔" اس نے دلاسا دیا تھا۔

"ہمم۔" وہ ابھی بھی پریشان ہی تھی۔

"چل نا اب کینٹین چلتے ہیں۔" وہ اٹھی تھی اور اسے بھی اٹھنے کا کہا تھا۔

"نہیں یار۔ میرا دل نہیں۔" اس نے دوبارہ انکار کیا تھا۔

"پلیز یار۔" اس نے التجا کی تھی اور اب کی بار وہ اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لی تھی۔

✿......✿......✿

یونی سے ہاسٹل تک وہ تیز تیز قدموں سے پریشانی کے عالم میں آئی تھی مگر لگا تھا کہ جیسے کسی نے اس پر کڑی نظر رکھی ہو یا پھر اس کا پیچھا بھی کیا ہو۔ وہ ابھی اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ ماں کے بارے میں پتا کرنا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھا۔

بیگ رکھتے ہی کال ملائی تھی۔کال ملتے ہی جیسے ہی اماں کی آواز سنی۔ جان میں جان آ گئی۔ جیسے روح پھونک دی گئی ہو۔دل زندہ کر دیا گیا ہو۔دل کیا کہ سجدۂ شکر بجالائے۔لب ہلا کر ”الحمدللہ“ کہا اور پھر اپنی آواز بھی سنائی تھی۔

”السلام علیکم اماں!“

”وعلیکم السلام میرا بچہ۔“

”اماں! ٹھیک ہیں نا آپ؟“

”کھانا بھی کھا چکی ہوں۔تو اپنی سنا۔“

”میں بالکل ٹھیک ہوں اب۔“ وہ مسکرا اٹھی تھی۔

”لڑکی! مجھے تیری بہت فکر ہونے لگی ہے۔“ انہوں نے سسکی لی تھی۔

”شہید میجر شامیر کی اکلوتی بیٹی ہوں۔کچھ نہیں ہونے والا مجھے۔“ اس نے فخر سے کہا تھا۔

”ہئے اللہ تجھے سلامت رکھے۔“ ان کا دل بھر آیا تھا ”شہید“ سن کر۔

”کیا بات کرتی ہیں اماں۔آپ کو تو حوریں سلام کریں گی۔“

”چپ کر جا لڑکی۔بھلے سے میں نے بیٹا جنم نہیں دیا مگر میری بیٹی میرے لیے بہت کچھ ہے۔ساری زندگی تیرے نام کی ہے۔“

”اماں! کیا آپ نہیں چاہتیں کہ شہید کی بیٹی بھی شہید......“

”چپ کر۔چپ کر۔بالکل چپ کر۔تیری نوکری کو آگ لگوا دوں گی۔“

اولاد کو جنم دیتے ہی اس کے باپ کے شہید ہونے کی خبر آئی تھی۔وہ کس درد سے گزری تھیں وہ صرف وہی جانتی تھیں مگر اللہ کا شکر کیا،صبر کیا کہ اللہ نے جینے کے لیے اولاد دے دی تھی۔بیٹی دی تھی۔بنتِ شہید شامیر۔اپنی بیٹی کا نام مہر ماہ رکھا۔پوری زندگی اس کے نام کی۔باپ سے جوش،جذبہ،محبِ وطن سب ساتھ ہی ملا تھا لیکن اماں نے کبھی اس طرف نہ جانے دیا۔جہاں ابا تھے۔پھر اس نے ایک دوسری لائن چنی۔جرنلسٹ۔ان دنوں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اس نے ہائی لائٹ منسٹر کے بیٹے کو لیا۔جس نے بہت سے غیر قانونی اڈے بنوا رکھے تھے۔کچھ قتل کیس بھی تھے۔ اس نے سب جمع کر رکھا تھا۔بس آگے پہنچانا تھا۔

''اچھا اماں! بھوک لگی ہے۔کھانا کھا کر بات کروں گی۔'' اماں کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اپنی بات پچ کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔اسی لیے جھٹ سے لائن کاٹ ڈالی تھی۔

✿......✿......✿

وہ اپنے ہاسٹل کے کمرے کی کھڑکی پر کھڑی تھی اور باہر کا جائزہ لے رہی تھی۔ساتھ ہی ساتھ آج خود پر پڑنے والی نظروں کی تپش یا جو کوئی اس کا پیچھا کر رہا تھا اس پر غور کر رہی تھی۔

''اگر وہ کوئی خطرناک انسان تھا تو پھر صرف مجھ پر نظر کیوں رکھی یا صرف میرا پیچھا کیوں کیا؟''

''لیکن مجھے تو یقین بھی نہیں کہ یہ میرا وہم تھا یا پھر حقیقت۔'' اس نے سوچ جھٹک دی تھی کہ تبھی ہاسٹل کے سامنے بنے گھر پر نظر پڑی تھی۔وہ گھر اتنا خوبصورت تو نہ تھا مگر وہاں موجود باغ نے اس کے لیے وہ گھر خوبصورت بنا دیا تھا۔

''اف، یہ گھر کتنا خوبصورت ہے اور اس گھر میں موجود یہ باغ۔ہائے۔کتنے پھول ہوں گے اور پھولوں کے پاس تتلیاں۔'' وہ پوری طرح سے نظریں گڑائے کھڑی تھی کہ محسوس ہوا کہ اس گھر کی چھت پر کوئی موجود اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔اسے دیکھ رہا ہے۔

اس نے نظر گھمائی تو وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔ممکن تھا کہ پاس بنی گرل کے نیچے چھپ گیا ہو۔ایسے معاملے میں عورت کی چھٹی حس بہت ہی تیزی سے کام کرتی ہے۔اسی لیے اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی اس پر نظر رکھ رہا ہے۔

✿......✿......✿

''یہ کیسا معاملہ ہے آخر۔کوئی اگر مجھ پر نظر رکھ رہا ہے تو بھلا کیوں؟ کس وجہ سے؟ کس لیے؟'' وہ آفس سے ہاسٹل آرہی تھی۔آج بس میں آنے کا دل نہیں تھا کیونکہ ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔وہ ایسے چلتی تھی کہ بہت جلدی میں ہے اور دیکھنے والا سمجھے کہ کہیں پہنچنے کے لیے شاید اسے دیر ہو رہی ہے لیکن آج وہ جس سوچ میں کھوئی ہوئی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھی۔اس سے اس کی رفتار میں کمی واقع ہوگئی تھی۔بیحد کمی۔

اور اسی رفتار کی کمی کا فائدہ کوئی اٹھا رہا تھا۔کوئی گاڑی میں اس کا پیچھا کر رہا تھا۔اس کی چھٹی حس نے فوراً اشارہ دیا تھا۔اس نے گاڑی کی طرف دلیرانہ انداز سے نظریں گھمائیں۔جیسے بتانا چاہتی ہو کہ میں سب محسوس کر رہی ہوں۔پہچان رہی ہوں۔

اس گاڑی میں جو بھی تھا۔اس سے زیادہ ہوشیار تھا۔گاڑی اس کے سامنے سے ہی انتہائی مہارت سے ایسے گزار لے گیا کہ وہ گاڑی کا نمبر نوٹ نہ کر پائی اور گاڑی کے شیشے اوپر ہونے کی وجہ سے چہرہ بھی نہ دیکھ پائی۔ جیسے وہ بتانا چاہتا ہو کہ وہ اسے غلط سمجھ رہی ہے۔وہ اس کا پیچھا نہیں کر رہا تھا۔

وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی لیپ ٹاپ میں شاعری کی پوسٹ بنا رہی تھی لیکن دماغ ابھی بھی وہیں الجھا ہوا تھا۔

سن میرے ہمسفر
یہ کٹھن بہت راستے ہیں
جس میں بچھے ہوئے کانٹے ہیں
کہیں ہوا بیحد سخت ہے
کہیں موسم میں زیادہ شدت ہے
کہیں لوگوں کی نظر میں حسد ہے
کہیں محبت کسی کو ناپسند ہے
مگر سن تو میرے ہمسفر
اگر تھام لے تو ہاتھ میرا
اور مل جائے ساتھ ہمارا
تو یقین کر میرے ہمسفر
یہ راستے حسین ہو جائیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

یہ کانٹے جلد نکل جائیں

اس ہوا میں خوشبو بس جائے

یہ موسم دیوانہ بن جائے

لوگوں کی نظر پھر جائے

اور محبت ہماری امر ہو جائے

پوسٹ بنا کر اسے پوسٹ کر کے وہ سیدھی ہو کر لیٹی اور چھت کو گھورنے لگی۔

"اب تو میرا وہم نہیں ہو سکتا۔"

اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اب تک کانپ چکی تھی مگر وہ شہید میجر شامیر کی بیٹی تھی۔ ایک جرنلسٹ تھی۔

۞......۞......۞

"سب ٹھیک؟" شائستہ نے آج اس کا چہرہ دیکھا تو کل کی پریشانی کے مقابلے میں بالکل ٹھیک تھا۔

"الحمدللہ یار۔" وہ آسمان کی طرف دیکھ کر تشکر سے بولی تھی۔

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ دونوں کلاس روم کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

"کیا ہو سکتا ہے؟" وہ مسکرائی تھی۔

"پتا تھا مجھے۔ اپنے مقصد سے پیچھے تو نہیں ہٹنے والی۔" شائستہ کو اس پر فخر بھی تھا مگر جب جب اس پر خطرے کو سوچتی تو کانپ اٹھتی تھی۔ آخر دوست تھی۔

"ظاہر ہے یار آخر......"

"شہید میجر شامیر کی بیٹی ہوں۔" شائستہ نے جملہ پورا کر دیا تھا۔ اس نے جیسے ہی بات پوری کی تھی۔ اس نے قہقہہ لگایا تھا۔

"مرجا۔ فٹے منہ۔" اس کے قہقہے پر وہ تلملا اٹھی تھی۔ شائستہ کو اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات سے ابھی بے خبر رکھا تھا۔

۞......۞......۞

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پوری کلاس اپنے ٹیچر کے انتظار میں تھی۔ وہ ٹیچر انہیں بہت پسند تھا۔ تبھی سب انتظار میں تھے۔ ورنہ ٹیچر کا انتظار سٹوڈنٹس کریں۔ ایسا تاریخ میں کب ہوا ہے؟

پرنسپل کے ساتھ ایک خوبرو جوان کو آتے دیکھا تو سب کا پیاں کتابیں کھول کر اچھے بچوں کی طرح بیٹھ گئے تھے۔

''السلام علیکم سٹوڈنٹس۔'' پرنسپل نے سب کو مخاطب کیا تھا۔

''وعلیکم السلام۔'' سب نے ایسے جواب دیا تھا کہ جیسے پڑھنے میں اتنے مصروف تھے کہ ان کی آواز سے ڈسٹرب ہو گئے ہوں۔

''آپ کے پروفیسر علی صاحب ان دنوں علیل ہیں۔ اسی لیے ان کی جگہ آپ کو ایک نئے پروفیسر پڑھائیں گے۔'' ان کی بات سن کر سب کے چہرے اتر سے گئے تھے۔

''ملنا پسند کریں گے نئے پروفیسر سے؟'' وہ جوش سے بولے تھے۔

''یس سر۔'' سب نے اداسی سے کہا تھا۔

''ویلکم ویلکم پروفیسر محراب۔'' وہ پروفیسر جیسے ہی اندر آیا مہر ماہ کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

''ان کو تو میں نے پرنسپل آفس کا غلط راستہ بتا دیا تھا۔'' دل چاہا خود پر ہزار لعنت بھیج ڈالے۔

''پھر سر میں چلتا ہوں۔ آپ جانیں اور آپ کی کلاس۔'' پرنسپل نئے پروفیسر سے ہاتھ ملا کر چلے گئے تھے۔

''السلام علیکم۔'' اس کی آواز سے ہی سب متاثر ہو گئے تھے۔

''وعلیکم السلام۔'' لڑکیوں کی طرف سے زیادہ جوش آیا تھا۔

''جی میرے پیارے سٹوڈنٹس۔ میں ہوں آپ کا نیا پروفیسر۔ فکر مت کریں بور کبھی نہیں کروں گا۔'' وہ مسکرا کر سب پر نظریں رکھ کر بولا تھا۔

''آپ سب کو میرا نام تو پرنسپل نے بتا دیا ہے۔ اب باری باری آپ سب اپنا نام بتانا شروع کریں۔'' اس کا کہنا تھا کہ سب اس کی طرف کھنچ سے گئے تھے۔

''سر میرا نام سجاد رمیز ہے۔'' باری باری سب نے اپنا نام بتانا شروع کر دیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

”سر میرا نام مہرماہ ہے۔“ مہرماہ نے نظریں نیچے کر کے اپنا نام بتایا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پروفیسر کی نظریں اس پر ہیں۔

”پورا نام؟“ پروفیسر نے دلچسپی سے پوچھا تھا کیونکہ سب نے اپنا پورا نام بتایا تھا لیکن اس نے اپنا سادہ سا نام بتایا تھا۔

”مہرماہ شامیر۔“

”مہرماہ بنتِ شہید میجر شامیر۔“ پروفیسر نے اطمینان سے کہا تھا لیکن سب چونک سے گئے تھے اور اس نے بھی نظریں اٹھا کر انہیں چونک کر دیکھا تھا۔

”میرا مطلب کہ یہی نام ہے نا آپ کا؟“ اس نے ایسے کہا تھا جیسے پہلے بھی کنفرم کرنا ہی چاہا تھا۔

”جی سر۔ یہ وہی ہیں اور جرنلسٹ بھی۔ آج کل بہت خطرہ ہے ان پر۔“ ایک لڑکے نے بیچ میں کہا تھا۔

”کیسا خطرہ؟“ اس نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

”سر آپ کو نہیں پتا منسٹر کے بیٹے کے غیر قانونی سارے اڈوں پر چھاپہ پڑا ہے۔!“ دوسرے لڑکے نے بھی لقمہ دیا تھا۔

”یہ تو جانتا ہوں۔ لیکن کیا یہ چھاپہ آپ کی ٹیم نے مارا ہے مہرماہ؟“ وہ مہرماہ سے مخاطب ہوا تھا۔

”جی سر۔“ وہ دبی آواز سے بولی تھی۔

”آخر شہید میجر شامیر کی بیٹی ہیں۔ ایسی ہی ہوں گی۔ نڈر، بیباک“ پروفیسر کی نظریں ابھی بھی اسی پر تھیں۔

”سر! یہ شاعرہ بھی ہیں۔“ ایک اور لڑکے نے اس کا تعارف کرایا تھا۔

”اوہ واؤ۔ یہ تو اور زیادہ اچھا ہے۔ چلیں پھر کچھ سنا دیں ہمیں۔“

”سر پیریڈ آف ہو جائے گا۔“ اس نے جیسے وقت کا احساس دلایا تھا۔

”پہلے دن نیا ٹیچر پڑھاتا کب ہے؟ کیوں صحیح بات ہے نا؟“ وہ سب سے مخاطب ہوا تھا۔

”یس سر۔“ سب پرجوش ہو کر بولے تھے۔

”چلیں اب سنائیں۔“ اس نے پھر اپنی بات ظاہر کر دی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سن تو میرے سائباں بس تیرا ہی انتظار ہے
لوٹ گا کب تو یہ بتا، یہ دل بڑا بےقرار ہے
تیرے نام کا ہے یہ اثر، سن لے تو بے خبر
تیرے نام کی مٹھاس سے، ہر لمحہ خوشگوار ہے
میری خوشی کا ہے واسطہ، لوٹ آنا اب ذرا
تیرے ساتھ کی چاہت بے پناہ، دل جلانے کو تیار ہے
وہ نظر نہ آکر بھی نظر کے سامنے ہے شہزادی
اس کی محبت کا جنون، میرے حواسوں پر سوار ہے

چاروں طرف سے شور بلند ہوا تھا۔

''کیا بات ہے۔ بہت خوب۔'' اس نے بھی تعریف کر دی تھی۔

''اف۔ مجھے تو ایک آنکھ نہیں بھایا یہ پروفیسر۔'' کلاس سے نکلتے ہی اس نے بھڑاس نکالنی شروع کر دی تھی۔

''کیا ہو گیا ہے مہرماہ؟ اتنے پیارے ہیں۔ مجھے تو بہت پسند آئے۔'' شائستہ نے خوشی سے کہا تھا۔

''پیارے؟ نہیں کرو یار۔ اور تمہیں تو ایسے ہی لوگ پسند آسکتے ہیں۔'' وہ ہنسی تھی۔

''تم تو ہو ہی پاگل۔'' شائستہ نے جیسے اس پر لعنت بھیجی تھی۔

❁......❁......❁

وہ یونی سے ہاسٹل آنے لگی تو کوئی اس کے برابر میں چل رہا تھا۔ اس نے نظریں اٹھائیں تو پروفیسر محراب کو پایا۔

''آپ ہاسٹل میں رہتی ہیں؟'' ان کو تو موقع ہی مل گیا تھا۔

''جی سر۔'' وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

''میں ہاسٹل کے سامنے رہتا ہوں۔'' جیسے ہی اس نے کہا۔ اس کے دماغ میں دھماکہ سا ہوا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"تو پھر کیا کل جو میں سمجھ رہی تھی کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے۔اور۔ہاسٹل کے سامنے گھر پر جو چھت پر موجود تھا۔وہ یہ تھے۔استغفراللہ مہرماہ۔تم نے تو پتا نہیں کیا کیا سوچ لیا تھا۔خیر ہے کہ اپنے ٹیچر ہیں۔اف۔توبہ۔لیکن بڑے ہی چیپکو ٹیچر ہیں۔" وہ دل ہی دل میں بول رہی تھی اور ہاسٹل آتے ہی وہ ہاسٹل میں چلی گئی تھی اور وہ اپنے گھر چلا گیا تھا۔

❂......❂......❂

آفس سے آج بھی واپسی میں اس نے پیدل چلنے کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔وہ چل رہی تھی۔خیالوں میں مگن۔لیکن رفتار تیز تھی۔اسی راستے پر پھر اندیشہ ہوا کہ کوئی پیچھا کر رہا ہے۔طرار نظریں اٹھائیں تو جو گاڑی سامنے سے نکلی اس کا شیشہ اوپر کو تھا اور جو شکل دیکھی وہ سر محراب کی تھی۔

"مرجا مہرماہ......سر کیا سوچ رہے ہوں گے تیرے بارے میں۔" خود پر لعن طعن کرتی ہوئی وہ ہاسٹل پہنچی تھی۔

❂......❂......❂

آج سر محراب کا دوسرا دن تھا۔ایک تو وہ پچیس سال کا نوجوان اور پھر تھوڑا ڈیشنگ بھی تھا۔جلد ہی سب کو بھا گیا تھا۔لڑکے لڑکیاں سب فرینک ہو گئے تھے اور وہ ایسے ہی ماحول میں پڑھانے کا خواہاں تھا لیکن مہرماہ کو اس کے فرینک ہونے سے کوئی خاصی دلچسپی نہیں تھی بلکہ اسے چڑ سی ہو گئی تھی۔

اسے یہ بات بالکل پسند نہیں تھی کہ پچیس پچیس سال کے نوجوان جن کو خود پڑھنا چاہیے۔ان کو پڑھانے کے لیے کیوں رکھ لیا جاتا ہے؟ چلو رکھ بھی لیا تو اتنا فرینک ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آج شائستہ بھی نہیں آئی تھی۔وہ گراؤنڈ میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ایک لڑکا اس کے پاس آ بیٹھا تھا۔محراب دور سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔جیسے جیسے وہ لڑکا بول رہا تھا۔مہرماہ کا پارہ ہائی ہوتا جا رہا تھا۔غصے سے اس نے اس لڑکے کو جانے کے لیے کہہ دیا تھا اور اس کے جانے کے بعد اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔لیکن اپنی نم ہوتی آنکھوں میں سے سر محراب کی آنکھیں پہچان لی تھیں۔

❂......❂......❂

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وہ آج بھی اس کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔وہ خاموش تھی اور وہ خاموشی نہیں چاہتا تھا۔

"آپ ہاسٹل میں کیوں رہتی ہیں؟" بالآخر خاموشی توڑ ہی ڈالی تھی۔

"کیونکہ میری اماں میرے ماموں کے گھر چلی گئی ہیں۔"

"اوکے۔آپ کی صرف ایک ہی دوست ہے؟"

"جی۔"

"اس کے علاوہ؟"

"سر! زیادہ دوستیں بنانا میرے لیے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

"گڈ۔ہوشیار رہو۔"

وہ پھیکی مسکراہٹ اپنے لبوں پر پھیلانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"صاحب جی! ایک لڑکا آج بھی اس کے ساتھ موجود ہے۔" ایک گاڑی سامنے کے روڈ پر کھڑی تھی۔

"پھر آج بھی اسے جی لینے دو۔" فون پر اداس لہجے میں آواز ابھری تھی۔

"ایک لڑکا کیا بگاڑ لے گا ہمارا؟ میں تو کہتا ہوں آپ اجازت دیں۔"

"نہیں۔وہ ایک جرنلسٹ ہے۔نہ جانے کون لڑکا ہو اس کے ساتھ۔میڈیا چھپڑ پھاڑ کر ہمارے کرتوت بتا دے گا۔اگر اس لڑکی کو ذرا آنچ اس طرح سے آئی کہ شک ہم پر ہوا۔" وہ گھبرا گیا تھا۔

"اوکے صاحب۔" گاڑی آگے لے جائی گئی تھی۔وہ پھر ہاسٹل کی جانب مڑ گئی تھی اور وہ اپنے گھر کی جانب مڑ گیا تھا۔

❁......❁......❁

"آہ۔" اس سے پہلے کہ وہ اس کے سینے سے ٹکرا کر پیچھے کی طرف گرتی۔جلد اس نے اس کے گرد اپنے بازو سمیٹے تھے۔اس نے کرب سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں جبکہ وہ اس کے وجود کو پوری طرح محسوس کر رہا تھا۔جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولی تھیں نظریں سیدھی اس کی نظروں سے ہی ملی تھیں۔ایک ہی جھٹکے سے اس نے اسے کھڑا کیا تھا مگر بازو ابھی بھی اس کے گرد لپیٹ رکھے تھے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"آنکھوں کا استعمال کرلیا کریں۔" قصور خود اس کا تھا مگر قصوروار اسے ٹھہرا دیا تھا۔

"وہ...... میں......" ایک تو ویسے ہی اس کی اس سے جان جاتی تھی اوپر سے اس بندے کی آنکھیں بھی غضب کی تھیں اور اس کے یونی آنے سے پہلے ہی وہ اس کی نظریں پہچانتی تھی۔ اور پھر ستم یہ تھا کہ ابھی تک اپنے بچھائے ہوئے بازو سے آزاد نہیں کیا تھا۔

لوگوں کی نظریں ان دونوں پر متوجہ وہ چکی تھیں کہ ان کی نظروں کو محسوس کرتے ہوئے وہ اس سے دور ہوا تھا۔ اس کے اندر تو اب ہمت ہی نہیں بچی تھی کہ آنکھ ملا سکے۔ جلدا پنا بیگ اور اپنا رجسٹر اٹھایا تھا جو اس سے ٹکرانے کی وجہ سے گر گیا تھا اور جلد ہی تیزی سے وہ وہاں سے نکلی تھی۔

"اف۔ ایک تو یہ انسان۔ سمجھ نہیں آرہا کونسا الفاظ استعمال کروں۔ ٹھرکی۔ ہاں ٹھرکی ٹھیک رہے گا۔ مجھے تو لگتا ہے یہ ٹھرکی صرف ٹھرک کرنے ہی یونی آتا ہے۔ پڑھانے نہیں۔" وہ منہ ہی منہ میں بولتی جارہی تھی۔

"بہت بھوکی تھیں کیا؟" جو رجسٹر اس کے ہاتھ میں تھا اپنی دوست کے سر پر دے مارا تھا۔

"مجھے لیب میں چھوڑ کر کیوں گئیں؟" اس کا جواب سننے سے پہلے ہی اس نے ایک اور سوال کر ڈالا تھا۔

"ہائے میرا سر۔ مہر ماہ کی بچی رجسٹر تو دیکھ۔ اتنا طاقتور ہے۔ اس کے باوجود میرے سر پر مار دیا۔ اف۔" وہ درد سے کراہ اٹھی تھی۔

"منہ بند کر۔ نہیں تو یہ پلیٹ بھی تیرے سر پر دے ماروں گی۔" سامنے رکھی پلیٹ کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔

"کس سے لڑ کر آئی ہو؟ جس کا بدلہ مجھ سے لینے پر تلی ہوئی ہو؟" اس کا انداز اور رویہ وہ سمجھ گئی تھی۔

"تمہارے سر سے۔" غصے سے اس نے دانت پیسے تھے۔

"ہائے اللہ! تم سر سے لڑ کر آئی ہو؟" گویا اسے جھٹکا لگا تھا۔

"کاش کہ لڑتی۔" اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

"تم تو ہو ہی پاگل۔ بھلا اتنے اچھے انسان سے کوئی لڑنے کی خواہش کرتا ہے؟" اس کی خواہش پر وہ مایوس ہوئی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

”میرا بس چلے تو قتل کرنے کی خواہش کروں۔“ اسے آج کی حرکت پر غصہ آ رہا تھا۔ غلطی اس کی ہی تھی کہ وہ ایسا مگن چل رہا تھا جیسے آگے سے کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ اوپر سے قصوروار مہرماہ کو ہی ٹھہرا دیا تھا۔

”علاج کرواؤ جا کر اپنا۔“ وہ تنگ آ گئی تھی مہرماہ کی اتنی بیزاری سے۔

”چپ کرو تم اب۔ نہیں تو سر پھاڑ دوں گی تمہارا۔“ وہ چیخی تھی اور اسے بالآخر چپ ہونا پڑا تھا۔

✿......✿......✿

آج شام چار بجے اسے آفس جانا تھا۔ بس اسٹاپ پر اچھا خاصا رش تھا۔ اس نے سوچا کہ پہلے رش ختم ہونے دو پھر سکون سے چلی جاؤں گی۔ سائیڈ پر وہ کھڑی ہو گئی تھی لیکن کلیات ”حسرت موہانی“ اپنے بیگ سے نکال لی تھی۔ یہی تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ شاعری پڑھنا اور کرنا۔ ابھی وقت ضائع کرنے سے بہتر اسے پڑھنا ہی لگا۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک گاڑی کا ہارن بجا تھا جیسے اسے مخاطب کیا جا رہا ہو۔ نظریں اٹھا کر دیکھا تو سر محراب ہی تھے جو اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

”جی سر۔“ ساری کرواہٹ اور بیزاری چھپا کر اس نے احترام سے انہیں مخاطب کیا تھا۔

”میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔“ مسکراتے ہوئے انہوں نے اس کی مدد کرنی چاہی تھی۔

”نہیں سر، میں چلی جاؤں گی۔ بہت شکریہ۔“ وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اسے دوبارہ مخاطب کیا تھا۔

”مہرماہ! میں روز اس راستے سے گزرتا ہوں۔“ سو فیصد درست بات تھی اور وہ جانتی بھی تھی۔ محراب نے اسے کس بات کا اشارہ دیا تھا وہ سمجھ گئی تھی۔

”سر! آپ جانتے ہیں کہ ان حالات میں میرا کسی پر بھی بھروسہ کرنا بالکل ٹھیک نہیں ہے۔“ سو فیصد درست بات اس کی بھی تھی۔

”کل رات ہی آپ کو ڈراپ کرنے کی بات آپ کی ماما نے مجھ سے کی تھی۔ آپ کی بات کروا دیتا ہوں۔“ محراب نے فون نکال کر اس کی ماما کا نمبر ملایا تھا۔

”یہ لیجیے۔“ کال ملتے ہی اس نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا تھا۔

”جی ٹھیک ہے۔“ کال پر ملتی ہدایت سے اس نے مختصراً جواب دیا تھا لیکن چہرے پر بے یقینی کے تاثرات

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

واضح ہو رہے تھے۔اس کا موبائل اس کی طرف بڑھا کر وہ اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

"آپ اتنا روڈ کیوں رہتی ہیں؟" بظاہر اسے پڑھاتے ہوئے صرف ہفتہ ہی گزرا تھا لیکن وہ تو جیسے صرف اسی پر ریسرچ کر رہا تھا۔مہر ماہ کا تو دل کر رہا تھا کہ اسی گاڑی سے اسے دھکا دے دے اور پیچھے سے کوئی ٹرک اس پر چڑھ جائے۔

"نہیں سر۔ایسا تو نہیں ہے۔" وہ دوبارہ کرواہٹ اور بیزاری چھپانے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"چلیں مان لیتا ہوں۔حسرت موہانی۔" اس کے ہاتھ میں کلیات دیکھ کر اس نے حسرت موہانی ایسے کہا تھا جیسے روزانہیں کو پڑھتا ہو۔

"سر!ایک بات تو بتائیں۔" جو سوال اسے تنگ کر رہا تھا اسے پوچھنے کی ہمت کی تھی۔

"ہاں کہو۔" گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

"آپ پاپا کے دوست کے بیٹے ہیں لیکن مجھ سے تو ان کا کوئی دوست کبھی ملنے آیا ہی نہیں۔" بمشکل اس نے انگلیاں آپس میں ملاتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ جانتی ہیں کہ جیسے آپ کے پاپا تھے ان جیسے لوگوں کے پاس سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی۔باقی بات رہی ملنے ملانے کی تو میں پاپا کو ضرور آپ سے ملوانے جلد لے آؤں گا۔"

"کیا سچی سر؟ میں مل سکوں گی پاپا کے دوست جعفر انکل سے؟" وہ خوشگوار لہجے میں بولی تھی۔بیزاریت جیسے کہیں کھو سی گئی تھی۔محراب آج پہلی دفعہ اسے روڈ سے ہٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"اچھی خاصی انیرجیٹک ہے اس کے باوجود اتنا کھڑوس مزاج کیوں رکھتی ہے۔" وہ دل میں سوچ رہا تھا۔

"جی بالکل۔"

تھوڑی دیر گاڑی میں خاموشی رہی کہ اس نے دوبارہ مخاطب کیا تھا۔

"اب جب آپ کے ہاتھ میں نامور شاعر موجود ہیں تو کچھ سنا دیں۔"

اس نے ایک نظر اس کی طرف اٹھائی تھی۔

"جی سر۔ویسے میں یہ والی غزل پڑھ رہی تھی جب آپ نے مجھے مخاطب کیا تھا۔یہی سناتی ہوں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دل میں کیا کیا ہوسِ دید بڑھائی نہ گئی
روبرو ان کے مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی
ہم رضا شیوہ ہیں تاویلِ ستم خود کر لیں
کیا ہوا ان سے اگر بات بنائی نہ گئی
یہ بھی آداب محبت نے گوارا نہ کیا
ان کی تصویر بھی آنکھوں سے لگائی نہ گئی
ہم سے پوچھا نہ گیا نام و نشان بھی ان کا
جستجو کی کوئی تمہید اٹھائی نہ گئی
دل کو تھا حوصلہ عرض تمنا سو انہیں
سرگزشتِ شبِ ہجراں بھی سنائی نہ گئی
غمِ دوری نے کشاکش تو بہت کی لیکن
یاد ان کی دل حسرت سے بھلائی نہ گئی

''بہت شکریہ۔ آپ کی منزل بھی آگئی۔'' اس نے گاڑی روک دی تھی۔ وہ خوشگوار تاثرات کے ساتھ اتر گئی تھی۔

⁂

کام سے فارغ ہو کر جب وہ رات میں گھر آیا تو بہت خوش تھا۔ اتنا خوش کہ اس نے موسیقی چلا دی تھی اور دل کر رہا تھا کہ اس موسیقی پر رقص شروع کر دے یا پھر خود گٹار بجا کر گانا شروع کر دے۔

⁂

رات آٹھ بجے وہ کافی کا مگ لیے چھت پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ بھی اسی وقت چھت پر آ کھڑا ہوا تھا۔ پرسکون بات یہ تھی کہ مہر ماہ نے اسے نہیں دیکھا تھا مگر وہ اسے دیکھ چکا تھا۔

''لگتا ہے میڈم آج آفس سے جلدی آ گئیں۔'' وہ خود سے مخاطب تھا اور اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھا۔اس کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔وہ آفس سے جلدی آ گئی تھی۔وجہ یہ تھی کہ اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔اسی لیے وہ سر درد کا بہانہ بنا کر جلد ہی گھر آ گئی تھی۔وہ جس طرح اسے دیکھ رہا تھا اگر وہ اس کی طرف دیکھ کر اس کی نظر پہچان لیتی تو اس میں اندر تک کڑواہٹ پھر سے بھر جاتی۔لیکن وہ ابھی تک اس کی نظر کی تپش محسوس نہیں کر سکی تھی کیونکہ اس کا ذہن ایک خوشی میں الجھا ہوا تھا۔

''پاپا کے دوست۔''

وہ اسے دیکھتا ہی رہا جب تک وہ کافی ختم کر کے اندر نہیں چلی گئی۔

✿......✿......✿

''مہرماہ! کیا اس سوال کا جواب آپ بتا سکتی ہیں؟'' جو سوال اس نے پوچھا تھا سب سے جواب نہ ملنے پر وہ اس سے مخاطب ہوا۔

''نہ۔نہیں سر۔'' وہ جھوٹ بول رہی تھی۔اسے جواب پتا تھا۔بس اس سے کترا رہی تھی۔

''اوکے۔میں ہی بتا دیتا ہوں۔'' اس نے خود ہی بتانا شروع کر دیا تھا۔

''مہرماہ! آپ مجھ سے آفس میں ملیئے گا۔'' کلاس ختم کر کے وہ اس سے مخاطب ہوتا ہوا کلاس سے نکل گیا تھا۔

✿......✿......✿

''سر نے مجھے آفس کیوں بلایا ہے؟'' اس نے پریشانی سے کہا تھا۔

''کون سے سر نے؟'' شائستہ نے لاپرواہی سے پوچھا تھا۔

''تمہارے سر مہراب نے۔'' اس نے تیز آواز سے کہا۔

''توبہ ہے لڑکی۔اگر اتنی تیز آواز میں ان سے بات کرو گی تو ان کے تو کان ہی پھٹ جائیں گے۔'' اس نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

''پھٹ جائیں اللہ کرے۔'' اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے گویا دعا کی تھی۔وہ اسے ناپسند تھا۔شروع دن سے ناپسند۔چاہے پاپا کے دوست کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

✿......✿......✿

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"مے آئی کم ان سر؟" ناک کرتے ہوئے اس نے اجازت چاہی تھی۔

"یس۔" وہ فائل میں نظریں جھکائے بیٹھا تھا جب اس کی آواز سنی تھی۔

"سر آپ نے بلایا تھا۔" اس نے احترام سے کہا تھا۔

"جی بیٹھیے۔" اس نے اپنے سامنے رکھی چیئر پر اشارہ کیا تھا۔ وہ بیٹھ گئی تھی۔ اس نے اپنی فائل سائیڈ پر رکھی تھی۔

"بیت بازی کے فنکشن میں آپ کیوں حصہ نہیں لے رہیں؟" اس نے اپنے دونوں ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر سارا وزن ہاتھوں پر ہی ڈالا تھا۔

"سر! میں حصہ تو کیا فنکشن اٹینڈ بھی نہیں کر سکتی۔" اس نے اداسی سے کہا تھا جیسے وہ آنا چاہتی ہو مگر آ نہیں سکتی۔

"کیوں؟" اس نے جاننا چاہا تھا۔

"سر! میری اماں نے سختی سے منع کیا ہے۔" اس نے ٹوٹے دل سے بتایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتی ہیں۔" اس نے اپنی کرسی پر جھولتے ہوئے کہا تھا۔

"ماما! یہ غلط ہے۔" وہ بچوں کی طرح اچھل رہا تھا۔

"پاگل مت بنو بیٹا۔" اسے سمجھایا گیا تھا۔

"جب میں اسے پروٹیک (حفاظت) کر رہا ہوں تو پھر آپ کیوں گھبرا رہی ہیں؟" وہ اپنی ضد پر قائم تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" بالآخر انہوں نے اس کی دل کی بات جاننی چاہی تھی۔

"یہی کہ آپ مجھے اس کی دیوانگی دیکھنے دیں۔" اس نے خلا میں کھوتے ہوئے اس کا معصوم چہرہ اپنی نظروں کے سامنے رکھا تھا۔

"ہٹ بے شرم کہیں کا۔ شرم نہیں ہے نا تم میں۔ ایک ماں سے کہہ رہے ہو کہ اس کی بیٹی کی دیوانگی چاہیے۔" خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"آپ کی بیٹی میری منکوحہ ہے۔" اس نے حق جتایا تھا۔

"ٹھیک ہے بھئی۔ دے دی تمہاری منکوحہ کو اجازت۔ مگر بہت خیال رکھنا۔" پہلے خوشی سے کہا گیا تھا لیکن پھر فکری جملہ بھی ادا کیا گیا تھا۔

"تھینک یو سو مچ۔" وہ خوشی سے اچھل پڑا تھا۔

"بس بس خوشی کے مارے ہارٹ اٹیک نہ ہو جائے۔" انہوں نے بھی خوشی سے کہا تھا۔

"اف ماما۔ ہارٹ تو آپ کی بیٹی کے پاس ہی ہے۔" اس نے محبت ظاہر کی تھی۔

"یہ اظہارِ محبت اسی کے لیے بچا کر رکھو میرے بچے۔" ان کی خوشی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"جی جی بالکل۔ صرف اسی کے لیے ہے۔ شاہ رخ کی محبت اس کی مہرماہ کے لیے۔" اس نے آنکھیں بند کر کے اس کا روپ دل کی نظروں سے دیکھا تھا۔

❁......❁......❁

آج اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ یوں سمجھو کہ رنگ نکھر کر آ گیا تھا۔ حسن کی ملکہ وہ پہلے بھی تھی اور اس کی خود کی خوشی نے حسن میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

"یار اماں نے اجازت دے دی ہے مجھے بیت بازی کے فنکشن میں حصہ لینے کی۔" وہ گراؤنڈ میں بیٹھی خوشی سے بتا رہی تھی۔

وہ اس کا پاگل پن چوری چھپے یعنی کہ دور سے دیکھ رہا تھا۔

"ہیئے اللہ جی! یہ ہمیشہ یونہی خوش رہے اور میں ہمیشہ خوش ہی رکھوں۔" اس نے دل میں دعا کی تھی۔

"السلام علیکم سر۔" اس کے شاگرد ایسے ہی تھے۔ دور سے پہچان لیتے تھے۔ اور جس نے سلام کیا تھا۔ حلق پھاڑ کر کیا تھا تاکہ آواز پہنچ جائے۔ پہلے وہ سکون سے چلتا ہوا ان سب کے قریب آیا تھا اور پھر احتراماً جواب دیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔"

"سر! اس بار پھر سے مہرماہ کی ٹرافی ہے بیت بازی میں۔" شائستہ نے خوشی سے بتایا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''تو آپ کو اجازت مل گئی؟'' اس نے مہرماہ کو مخاطب کیا تھا۔

''جی سر۔'' اس نے خوشی سے کہا تھا۔ اپنی خوشی میں وہ اس کے لیے ناپسندیدگی بیچ میں لا کر اپنی خوشی بدمزہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''ہمم۔ ویسے پرنسپل نے مجھے جج بنایا ہے۔'' اس نے ''جج'' پر زور دیا تھا۔ اور بالکل ایسا ہی تھا کہ پرنسپل نے اسے جج بنایا تھا کیونکہ اس نے خود کہا تھا کہ اسے جج بنایا جائے۔ اس بہانے سب پر نظر رہے گی تو مہرماہ کی حفاظت کرنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔

''پھر تو سر آپ بھی مان جائیں گے مہرماہ کو۔'' شائستہ نے خوشی سے کہا تھا۔

''چلیں۔ آپ لوگ مزے کریں۔ میری کلاس ہے۔'' وہ اپنے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

✡ ...... ✡ ...... ✡

وہ ٹیبل پر اکیلی بیٹھی تھی۔ شاید شائستہ کسی کام سے ادھر ادھر تھی۔ وہی لڑکا پھر اپنی بکواس لے کر آگیا تھا اور اس نے پھر اسے غصے سے جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔ محراب نے یہ منظر بھی دیکھ لیا تھا لیکن دونوں کی گفتگو سن نہیں پایا تھا۔

✡ ...... ✡ ...... ✡

آج بھی وہ اسے اپنے ساتھ لیے آفس کی طرف روانہ تھا۔ مہرماہ کی اماں نے اس کی یہ ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ روز اسے خود آفس چھوڑ کر آئے۔

اس کا بشاش چہرہ اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ گاڑی سے باہر کے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

''ہیئے اللہ اگر یہ ایسے ہی چپ چپ سی رہے گی تو میری زندگی کیسے گزرے گی؟'' وہ فکرمند ہوا تھا۔

''مہرماہ!'' بالآخر اسے مخاطب کیا تھا۔

''جی۔'' اس نے احتراماً اس کی پکار پر جواب دیا تھا۔

''کیا آپ چپ رہنا زیادہ پسند کرتی ہیں؟'' اس نے اپنی فکر سامنے رکھی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"نہیں تو۔" اس نے جلدی کہا تھا اور نفی میں سر بھی ہلایا تھا۔

"پھر اتنی خاموشی کی وجہ؟"

"ایک تو اس لڑکی کے مزاج بھی نا" دوسرا جملہ اس نے صرف سوچا تھا۔

"کیسی خاموشی؟" وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"مطلب کہ آپ مجھ سے بات کر سکتی ہیں۔" اس نے جلد سمجھایا تھا۔

"سر! میں آپ سے کیا بات کروں۔ اسائنمنٹ کی یا پھر نئے سوال کی؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ مجھے دوست سمجھ سکتی ہیں۔" اس کا یہ جملہ کہنا تھا کہ اس کے اندر کڑواہٹ اتر گئی تھی۔ وہ یہی تو نہیں چاہتی تھی کہ کوئی ٹیچر اتنا فرینک ہو۔

"جی۔" ساری کڑواہٹ اگلنے سے اس نے پرہیز کیا تھا۔

"تو پھر شروع کریں کوئی بات۔" ظاہر ہے۔ اب تو اسے موقع مل گیا تھا۔

"بات۔" اس نے گہری سانس سے سوچنا شروع کیا تھا۔

"نہیں سر۔ میرے پاس کوئی بات نہیں۔" اصل میں وہ بات کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"تو پھر میں شروع کر دیتا ہوں کوئی بات۔" اس نے کہاں باز آنا تھا۔

"جی۔" بیزاری اور ناگواری اس نے چھپائی تھی۔

"وہ لڑکا۔ کیا نام ہے اس کا۔ زبیر۔ ہاں زبیر۔ وہ کیا لگتا ہے آپ کا؟" اس کے یہ سوال پوچھنے پر جیسے مہر ماہ کے منہ پر تھپڑ پڑا تھا۔

"سر! میں ایسی لڑکی نہیں ہوں۔" اس نے اپنی امیج کلیئر کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اوہو۔ میرا وہ مطلب نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ وہ جب بھی آپ کو اکیلا پاتا ہے تو آپ سے کیا کہہ رہا ہوتا ہے؟ جو وہ سب کے سامنے نہیں کہہ سکتا۔"

"سر! چھوڑیں اس بات کو۔" اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"اگر وہ آپ کو پریشان کرتا ہے تو بتائیں مجھے۔ میں ٹھیک کرتا ہوں اس کو۔"

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''سر! اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔'' اس نے نرم لہجے میں کہا تھا۔

''پھر کیا بات ہے؟'' وہ مسلسل کریدنے میں لگا ہوا تھا۔

''سر! اس نے مجھے پرپوز کیا تھا۔'' مہر ماہ کا کہنا تھا کہ اس نے گاڑی جھٹکے سے روکی تھی۔

''کیا ہوا سر؟''

''وہ کچھ نہیں۔ بلی آ گئی تھی سامنے۔'' اس نے خود کو نارمل کیا تھا۔

''پھر؟'' اس نے آگے سے جاننا بھی چاہا تھا۔

''میں نے اسے منع کر دیا۔'' اس کا جملہ سنتے ہی اس کے اندر سکون اتر گیا تھا۔

''کیوں؟'' اس نے اور آگے جاننا چاہا تھا۔

''سر! میں کسی کی منکوحہ ہوں۔'' وہ اداس ہو گئی تھی۔

''اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے؟''

''سر! میرا نکاح دو سال پہلے ہوا تھا۔ میرا نام مہر ماہ شاہ میر نہیں۔ مہر ماہ شاہ رخ ہے۔ میں نے اس سے بنا دیکھے، بنا جانے نکاح کیا تھا۔ بس اماں کی چاہ تھی اور میں نے کبھی اپنی اماں کی نافرمانی نہیں کی۔ تب کیسے کر لیتی؟''

''ہمم۔ تو پھر آپ کی پڑھائی کے بعد آپ کی شادی ہے؟''

''پتا نہیں سر۔'' وہ خیالوں کی دنیا میں کھو سی گئی تھی۔

''کیوں؟''

''سر! دو سال میں میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔ نہ ہی اس نے پلٹ کر کبھی میری خبر لی ہے۔'' اس نے نفرت سے کہا تھا۔

''کیوں ایک عورت ہی ایک مرد کے نام پر جی لیتی ہے؟ کیوں ایک مرد کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اس کے نکاح میں ہے؟ عورت تو مرد کی شریکِ حیات بن جاتی ہے نا۔ اور زندگی تو سب کو پیاری ہوتی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہے تو پھر کیوں اس زندگی میں جس کی شرکت ہو وہ پیاری نہیں ہوتی؟ ایک عورت پر ہی کیوں ساری ذمہ داریاں سارے فرائض مسلط کردیئے جاتے ہیں؟ اور پھر اگر ان بن ہو جائے تو عورت ذمہ دار۔ مرد دوسرا نکاح کرلے تو عورت قصوروار۔" وہ دل ہلکا کر رہی تھی۔ وہ سارا زہر جو اس نے دو سال تک خود میں دبائے رکھا۔ سب اگل رہی تھی۔

"دو سال سے اس کے نام سے بندھی ہوئی ہوں۔ اور وہ۔ وہ نہ جانے کہاں ہے؟ میرے پاس کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ خوبصورت ہوں۔ پڑھتی ہوں۔ جاب کرتی ہوں۔ زبیر سے شادی کے قابل ہوں مگر پھر بھی سب کچھ اس کے نام کیے بیٹھی ہوں۔" اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"آئی ایم سوری مہرماہ۔" اس نے گاڑی روکی تھی اور اس کی طرف پانی بڑھایا تھا۔

"سر! آپ کو سوری کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہچکیاں نہ جانے کب سے کب تک میرے نصیب میں ہیں۔" پانی پی کر وہ گہرا سانس لے کر مشکل سے بولی تھی۔

"تو آپ نے زبیر کو اس لیے انکار کر دیا۔ مگر پھر بھی......"

"جی مگر پھر بھی وہ میرے آگے پیچھے گھومتا رہتا ہے۔ وہ یہ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے کہ میرا نکاح ہو چکا ہے۔" وہ سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

"اور ہاں سر۔ آپ یہ مت سمجھئے گا کہ میں یہ ساری روداد ہر ٹیچر کو سنا چکی ہوں۔ آپ میرے پاپا کے دوست کے بیٹے ہیں۔ وہ اماں سے ملنے آئیں گے تو اماں نے خود بتا دینا تھا۔ اور آپ تک بھی سب پہنچ ہی جانا تھا۔" اس نے گہرا سانس کھینچا تھا۔

خاموشی کے پہرے حاوی ہو گئے تھے۔

"آ گئی آپ کی منزل۔" اس نے گاڑی روک دی تھی۔

"تھینک یو۔" وہ شکریہ ادا کرتی ہوئی اتر گئی تھی۔

❁......❁......❁

وہ گھر آ کر بہت اداس ہو گیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"یا اللہ آپ تو جانتے ہیں نا۔ میں اسے کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔" اس کے دل پر بہت بڑا بوجھ اس کی ہچکیوں سے آ گیا تھا۔

"ایک مرد ایک عورت کی محبت کبھی نہیں سمجھ سکتا۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ وہ دو سال سے مجھ سے محبت کرتی آ رہی ہے۔ جب سے وہ میرے نام سے منسوب ہوئی ہے۔ تب سے ہی میری بن کر رہ رہی ہے اور میں...... میں صرف اس کی ظاہری حفاظت کرتا رہا۔ اس کے دل کی حفاظت نہ کر سکا۔ اس کے دل میں کیا ہے۔ میں نہیں جان سکا۔" اس کے آنسو بہنے شروع ہو گئے تھے۔

"اللہ جی! میں بھی اس سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ میری مدد کیجئے۔ بس اب اور اسے خود سے دور نہیں رکھ سکتا۔ جیسے اس نے دو سال سے خود کو میرے نام کر رکھا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دو سال سے میں بھی اس کے نام کو اپنی روح میں بساتا آیا ہوں۔ اب دیر نہ کیجئے۔ یہ دوری ختم کر دیجئے۔" وہ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر رو رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا۔ دعا مانگ رہا تھا۔

✡......✡......✡

بیت بازی میں حصہ دس لوگوں نے لیا تھا لیکن جب۔ جب وہ بے خبر تھے کہ بیت بازی میں مہرماہ نہیں ہے اور پھر جب انہیں پتا لگا کہ مہرماہ بھی شامل ہے تو سب ہی پیچھے ہو گئے تھے اور ہمیشہ کی طرح صرف ایک ہی لڑکی میں اس کے برابر کھڑے ہونے کی ہمت تھی۔

بیت بازی کے تین راؤنڈ ہوتے تھے۔ جس میں پہلے راؤنڈ میں مہرماہ اور اس کی مقابل ساتھ ٹکر پر رہتے تھے۔ دوسرے راؤنڈ میں وہ لڑکی تھوڑا لڑکھڑانے لگتی تھی لیکن مہرماہ پرسکون ہی رہتی تھی۔ تیسرے اور آخری راؤنڈ میں بازی مہرماہ کے پاس چلی جاتی تھی۔

وہ دوسری لڑکی ہمیشہ اس سے جیتنے کی کوشش کرتی تھی جبکہ مہرماہ ہمیشہ جنون میں ہوتی تھی اور جیسے تاریخ گواہ ہے کہ جنون محنت پر حاوی ہو جاتا ہے۔ محنت میں انسان تھک جاتا ہے جبکہ جنون میں انسان ہمیشہ خوشگوار اور پرسکون ہی رہتا ہے جس میں اپنی جنونیت کے علاوہ کسی اور کا احساس نہیں ہوتا۔ کچھ ایسی ہی مہرماہ کی جنونیت تھی۔ تبھی تو اس کے منکوح صاحب نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی منکوحہ کا جنون دیکھنا چاہتے ہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بالآخر فیصلہ ہو گیا تھا۔مہرماہ جیت گئی تھی۔سرمحراب چونکہ جج تھے لہٰذا انہوں نے ہی اسے ٹرافی دی تھی۔اپنا وہ استاد جو اسے بالکل پسند نہیں تھا۔آج وہ ہی اسے اعزاز سے نواز رہا تھا۔وہ خوش تھی، پرجوش تھی۔سرمحراب کے لیے ناگواری، بیزاری اور ناپسندیدگی بیچ میں نہیں لانا چاہتی تھی۔

دونوں کے بشاش چہرے کیمرے میں قید کیے گئے تھے۔سب ریفریشمنٹ انجوائے کررہے تھے۔وہ بھی اپنی دوست کے پاس موجود تھی اور انجوائے کررہی تھی۔

''السلام علیکم سر۔'' شائستہ نے سلام کیا تھا۔

''وعلیکم اسلام۔'' وہ ان دونوں کے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا۔

''سر کیسا رہا پھر آج؟'' شائستہ نے مہرماہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

''آخر میں نے ہی ٹرافی دی ہے۔'' اس نے تیڑھے انداز سے اسے سراہا تھا۔

''سر آپ کہیں جارہے تھے تو جائیں۔اس نے خواہ مخواہ آپ کو بلا کر ڈسٹرب کردیا۔'' اس کا فرینک ہونا ہی تو اسے زہر لگتا تھا اور جس طرح سے وہ ان دونوں کے پاس بیٹھا تھا۔ان کا استاد نہیں ایک دوست لگ رہا تھا۔اسی لیے وہ روانی کے ساتھ بول گئی تھی۔

''میں آپ کے پاس ہی آرہا تھا۔مجھے کہیں کام سے جانا ہے۔آپ کو گھر چھوڑ دوں۔آپ کی ماما آئی ہیں۔'' جو جواب اس نے دیا تھا۔اس کا خون کھول گیا تھا۔

''اماں؟ انہیں تو رات تک آنا تھا۔اتنی جلدی کیسے؟'' اپنا خون اس نے بہت مشکل سے نارمل کیا تھا۔

''یہ لیجیے بات کریں۔'' اس نے اس کی ماما کو کال ملائی تھی۔

''کیا اماں۔آپ بھی حد کرتی ہیں۔ٹھیک سے انجوائے تو کرنے دیا ہوتا۔میں رات میں ہی مل لیتی آپ سے۔ابھی کیوں بلا رہی ہیں؟'' دل میں اماں سے لڑنے کی نیت باندھ لی تھی۔

''ٹھیک ہے۔چلیں۔'' وہ مان گئی تھی مگر اداس ہو گئی تھی۔

''تمہیں رات میں کال پر سب بتا دوں گی۔'' وہ شائستہ کے فق ہوتے چہرے کو دیکھ کر بولی تھی۔وہ آگے آگے چل رہی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''یہ اماں سرمحراب پر کچھ زیادہ ہی بھروسہ نہیں کرنے لگی ہیں۔'' وہ دل میں سوچ رہی تھی۔

''مہرماہ! ہم پیچھے والے گیٹ سے جائیں گے۔'' وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جب اس نے اسے روکا تھا۔

''پر کیوں سر؟'' وہ پلٹ کر حیران ہوئی تھی۔

''میری گاڑی اسی گیٹ پر ہے۔'' اس نے اس کی حیرانگی دور کی تھی مگر وہ گھبرا گئی تھی۔

''سر! آپ مین گیٹ پر لے آئیں گاڑی میں وہاں کھڑی ہو جاتی ہوں۔''

''آپ کا ٹیچر ہوں۔ ڈریکولا نہیں ہوں۔'' وہ اس کی گھبراہٹ پہچان گیا تھا۔

''مگر......'' وہ بولنے ہی لگی تھی۔

''آپ کو اتنا پتا ہونا چاہیے اپنے ٹیچر کے بارے میں۔'' وہ تھوڑا سخت ہوا تھا۔

''سوری سر۔'' وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی اور سر جھکا لیا تھا۔

وہ مسکرا اٹھا تھا۔ اس کی شرمندگی اس کے لیے ایک ادا تھی جو اسے قائل اور گھائل دونوں کر گئی تھی۔

''چلیں۔'' اس نے حکم دیا تھا۔

وہ خاموشی سے چلنے لگی تھی۔ وہ دونوں پچھلے گیٹ سے نکلے ہی تھے کہ سامنے تین لوگ عجیب شکل وصورت کے کھڑے تھے۔ مہرماہ نے محراب کا بازو پکڑ لیا تھا۔ جیسے کچھ تو ٹھیک نہیں ہے۔ ان تین آدمیوں نے جیسے ہی اپنی کارروائی شروع کی تھی۔ محراب نے فوراً ان پر فائر شروع کیا تھا۔ مہرماہ اب اس کے سینے سے لگ چکی تھی۔ وہ خود کو پوری طرح اس کے حصار میں لے آئی تھی۔ اس کی کمر اپنے نرم ہاتھوں سے اس نے دبوچ رکھی تھی۔

جیسے ہی وہ تین آدمی ڈھیر ہوئے۔ اس نے مہرماہ کا ہاتھ پکڑا تھا اور گاڑی کے پیچھے لے گیا تھا۔ تیز چلنے کی وجہ سے ایک پتھر سے مہرماہ کا پاؤں زخمی ہو گیا تھا۔ وہ کراہ اٹھی تھی۔ اس کی تکلیف دہ آواز محراب کے کان میں پڑ چکی تھی لیکن وہ ابھی فائر میں مگن رہا کیونکہ پیچھے سے تین آدمی اور آ گئے تھے۔

ان آدمیوں کو گراتے ہی اس نے مہرماہ کو بازوؤں کے سہارے اٹھا کر گاڑی میں بٹھا دیا تھا۔ پیچھے سے کچھ اور لوگ بھی آ گئے تھے اور انہوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''سر نیچے کرو مہر ماہ۔'' اسے بول کر اس نے خود ہی اس کا سر نیچے کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے ان دونوں کو گاڑی میں جاتا دیکھا تو خود بھی گاڑی سے پیچھا کرنے لگے۔

محراب اپنے ساتھیوں کو خبردار کر چکا تھا۔ جلد ہی ان لوگوں کی گاڑی ان کے دائرے میں آ گئی تھی لیکن محراب مہر ماہ کو آگے لے گیا تھا۔ وہ ویسے ہی ڈر چکی تھی۔ اسے ان جگہوں پر ساتھ رکھنا ٹھیک نہیں تھا جہاں ان لوگوں کو پکڑا تھا۔

''اف۔'' مہر ماہ نے گہرے سانس کے ساتھ سیٹ سے ٹیک لگائی تھی۔ اس نے گاڑی روک کر پانی اس کے آگے کیا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں سر۔ آپ بس مجھے گھر لے چلیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''پی لیں۔'' اس نے پانی پینے پر اصرار کیا تھا۔

''سر! ایسی وارداتوں کی بہت لائیو رپورٹنگ لے کر ٹی وی پر چلائی ہے۔ ڈر نہیں لگتا۔ گھبراہٹ نہیں ہوتی۔'' اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے مسکرا کر گاڑی چلانی شروع کر دی تھی۔

✿......✿......✿

''یہ دیکھو۔''

ٹی وی کھول دیا گیا تھا۔

''ناظرین! ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ مہر ماہ پر کچھ ہی دیر پہلے ایک جان لیوا حملہ ہوا ہے۔ دشمنوں کے لیے بری خبر ہے کہ وہ بالکل صحیح سلامت ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بری خبر ہے کہ ان کے آدمی پولیس کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ جیسے ہی پولیس ان سے پوچھ گچھ کر کے ہمیں آگاہ کرے گی۔ ہم بھی آپ کا آگاہ کر دیں گے۔''

''کیا کیا ہے تم نے؟'' منسٹر پھٹ پڑا تھا۔

''میں نے بہت سمجھایا تھا اسے مگر وہ مانی ہی نہیں۔''

''بیوقوف کہیں کے۔ یہ تو پتا کر لیتے کوئی اس کی حفاظت تو نہیں کر رہا؟''

''ایک لڑکا تھا۔'' جیسے کچھ یاد آیا تھا۔ ''لیکن پھر پتا چلا کہ وہ یونی کا پروفیسر ہے۔'' آگے بھی بول دیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''احمق۔وہ یونی کا پروفیسر نہیں۔اس لڑکی کا شوہر تھا۔کرنل جعفر کا بیٹا۔

''وہاٹ؟اب کیا ہوگا ڈیڈ۔وہ تو زندہ بھی ہے۔''طوطے اڑ گئے تھے۔

''اب کیا۔چکی پیسو جیل میں۔''ہار ماننی ہی تھی۔سو مان لی گئی۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا اس کی گلی میں آ گیا تھا۔وہ اتری تھی اور لڑکھڑا گئی تھی۔محراب نے اسے بازو سے پکڑ لیا تھا۔وہ اسے سہارا دیتا ہوا اندر تک لے آیا تھا۔اس کی اماں سامنے ہی کھڑی ہوئی تھیں۔

''کیا ہوا میری بچی؟''وہ فوراً فکرمند ہو گئی تھیں۔

''میں ٹھیک ہوں اماں۔''وہ محراب کے بازوؤں سے آزاد ہوئی تھی۔

''چل اندر۔''اماں نے ہاتھ پکڑ کر اسے آگے بڑھایا تھا لیکن وہ پھر لڑکھڑا گئی تھی۔

''تو کیا دیکھ رہا ہے؟اٹھا اسے۔تیرے یہ مضبوط بازو کس کام آئیں گے؟''وہ محراب سے مخاطب ہوئی تھیں۔ان کی بات سن کر مہر ماہ سن ہو گئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔اس نے اسے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوری رفتار سے کھینچا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ اسے اپنے مضبوط بازوؤں کے سہارے اٹھا چکا تھا۔

مہر ماہ کی جان حلق میں اٹک گئی تھی اور وہ سکون سے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔اسے بیڈ پر بٹھایا تو اماں بھی پیچھے پیچھے ہی آ گئی تھیں۔

''دیکھ اس کا پیر۔زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔میں تیرے لیے چائے بنا لاتی ہوں۔''اماں آتے ہی نکل گئی تھیں۔

''لائیں اپنا پیر دکھائیں۔''وہ اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں سر۔''اس نے اپنا پیر پیچھے کر لیا تھا۔

''میں ہی آپ کو یہاں تک لایا ہوں۔''اس نے اس کا پیر اپنے زانو پر رکھا تھا۔

''زیادہ نہیں لگی ہے۔بس خون نکل رہا ہے۔''اس نے پہلے خون روکا،پھر صاف کیا اور پٹی باندھ دی۔اس کا پیر اسی حالت میں چھوڑ کر وہ اٹھ گیا تھا۔اماں جب تک چائے لے آئی تھیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

”یہ لے لڑکے چائے پی۔“ انہوں نے چائے کا کپ اس کے آگے کیا تھا۔ چائے کا کپ لیتے ہی محراب کا فون بجا تھا۔

”پاپا کی کال ہے۔“ وہ کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

”اماں یہ کیا حرکت تھی؟ وہ۔ وہ مجھے۔ اف۔ وہ مجھے یہاں۔ اس کمرے تک اپنی بانہوں میں اٹھا کر لایا ہے۔ وہ میرا ٹیچر ہے اماں۔“ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

”ہٹ چل ہٹ۔ تیرے محرم کے ہی حوالے کیا تھا تجھے۔“ انہوں نے سچائی پر سے پردہ اٹھایا تھا۔

”وہاٹ؟ اماں وہ ٹیچر ہے میرا۔ سر محراب۔“ اس نے بامشکل زبان کو حرکت دی تھی۔

”وہ تیرا ٹیچر نہیں۔ تیرا شوہر ہے۔ شاہ رخ۔“ وہ ہنسی تھیں۔

”اماں! یہ کیا مذاق ہے؟“ وہ بہت حیران تھی۔

”میرے بچے! یہ کوئی تیرا ٹیچر محراب نہیں۔ تیرا شوہر شاہ رخ ہے۔“ انہوں نے اس کے گال کھینچے تھے۔

”اماں! ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟“

”ایسا ہی ہے۔ یہ تجھے پڑھا نہیں رہا تھا۔ تیری حفاظت کر رہا تھا۔ اور دیکھ۔ بچا لایا تجھے تیرے دشمنوں سے۔“

”اماں! اب بس کر جائیں۔“ اس کے سر پر لگا تار بم پھٹ رہے تھے۔

❁......❁......❁

”السلام علیکم پاپا!“

”وعلیکم السلام۔ ہاں بھئی کیا حال ہیں میری بہو کے؟“ فون پر سے جاندار آواز ابھری تھی۔

”بالکل ٹھیک ہے۔“ اس نے سانس کھینچ کر بتایا تھا۔

”میری بات تو کرواؤ۔“ فون پر سے ایک خواہش بھی ابھری تھی۔

”او کے۔“ وہ کمرے میں آ گیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی اماں بیٹی دونوں چپ ہو گئے تھے۔

”میرے پاپا۔ آپ کے پاپا کے دوست۔“ اس نے فون آگے کیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''السلام علیکم۔'' اس سے فون لے کر اس نے بات کا آغاز کیا تھا۔

''وعلیکم السلام۔ کیا بات ہے بھئی۔ بہت ہی میٹھی آواز ہے میری بیٹی کی۔'' انہوں نے محبت سے کہا تھا۔

''تھینک یو۔'' اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

''اب یہ بتاؤ کہ اپنی اماں کا گھر یعنی میکہ چھوڑ کر اپنے ابا کے گھر یعنی اپنے سسرال کب آ رہی ہو؟''

ان کی بات پر وہ خاموش ہو گئی تھی۔

''اپنی اماں سے بات کرواؤ۔''

اس نے فون اماں کو دے دیا تھا۔ تھوڑی دیر کی بات کے بعد انہوں نے فون بند کر کے اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔

''ہاں بھئی شیر زادے۔ میں رخصت کر رہی ہوں اپنی بیٹی۔'' وہ اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

''پر......'' مہرماہ نے کچھ بولنا ہی چاہا تھا کہ انہوں نے اسے گھور کر چپ کرایا تھا۔

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔'' اس نے فرمانبرداری ظاہر کی تھی۔

''تو پھر کیا وعدہ دیتے ہو مجھے؟'' انہوں نے تیور بدلے تھے۔

''بے فکر رہیے۔ آپ کی بیٹی پر آنچ بھی نہیں آئے گی۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

''پھر کب تک جا رہے ہو؟'' انہوں نے رخصتی کے حوالے سے پوچھا تھا۔

''میں پندرہ منٹ میں آیا۔ پھر جاؤں گا۔ آپ نے سارے ڈاکومنٹس کہاں رکھے ہیں؟'' وہ اپنی ساس سے مخاطب ہوتا ہوا اپنی بیوی سے مخاطب ہوا تھا۔

''میرے ہاسٹل کے کمرے میں ہیں۔ دراز میں۔'' اس نے جلدی ہی بتایا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ کس ڈاکومنٹس کی بات کر رہا ہے۔ یہی تو تھے ساری فساد کی جڑ۔ جس کی بدولت اس پر جان لیوا حملہ ہوا تھا اور آج اس کی رخصتی بھی ہو رہی تھی۔

''او کے۔'' وہ چلا گیا تھا۔

''اماں اتنی جلدی میری رخصتی؟'' اس نے اس کے جاتے ہی فوراً وہی سوال پوچھا جو اس کے سامنے بھی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پوچھنا چاہا تھا مگر اس کی اماں نے چپ کروا دیا تھا۔

''اتنی جلدی؟ دو سال سے تو اس کے نکاح میں ہے۔اور بول رہی ہے اتنی جلدی رخصتی؟۔ویسے بھی تیری اس نوکری سے میں بہت پریشان ہوں۔اب تو جان اور تیرا شوہر۔''

''تو کیا اب میں آپ کے لیے بوجھ بن گئی ہوں؟''اس کی آنکھوں میں نمی واضح ہوئی تھی۔

''ہئے توبہ......میری بیٹی میرے لیے بوجھ کیوں بنے؟ تیرے سسر کا کہنا ہے کہ دو دن وہ چھٹی پر ہیں اسی لیے مہر ماہ کو رخصت کرو۔اس کے بعد انہیں ایک کام ہے۔وہ کام نمٹانے کے بعد شاہ رخ اور مہر ماہ کا ولیمہ دھوم دھام سے کریں گے۔''انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگا کر سب کچھ پیار سے سمجھایا تھا۔

''ہمم۔''وہ اپنی ماں کے سینے سے لگ کر سارا سکون دل میں اتار رہی تھی کہ اچانک ایک شکوہ یاد آیا۔

''اماں!ایک بات بتاؤں؟''

''ہاں بول۔''

''یہ جو آپ کا داماد ہے نا۔بہت ٹھرکی ہے۔''اس نے اطمینان سے شکایت کی تھی۔

''کیا بک رہی ہے؟''وہ غصہ ہو گئی تھیں۔

''ہاں اماں،یونی کی ساری لڑکیاں ان کے آگے پیچھے پھرتی رہتی ہیں۔سریہ،سروہ،سرایسا،سرویسا۔''وہ نقل کر کے بتا رہی تھی۔اس کے اس طرح بتانے پر انہوں نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

''تو ایسا بول نا کہ تجھے اچھا نہیں لگتا۔تجھے جلن ہوتی ہے۔''

''ہاں تو۔ہر کسی سے فری ہو جاتے ہیں۔''اس نے منہ بنایا تھا۔

''تو اس کا مطلب ہے کہ تجھے پسند نہیں کہ تیرے شوہر سے کوئی فری ہو۔''انہوں نے ایک اور قہقہہ لگایا تھا۔

''ہاں تو۔میں نے ان سے بنا دیکھے شادی کی اور وہ۔ہر کسی سے فری۔''اس نے پھر منہ بنایا تھا۔

''چل ٹھیک ہے میں اس سے کہہ دوں گی اب صرف تجھ سے فری کیا کرے۔''وہ مسکرائی تھیں۔

''توبہ۔اتنی بے شرمی والی بات بھی نہیں کرنی آپ نے ان سے۔''اس نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

''تو پھر؟''انہیں یقین ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے مطابق کر کے کوئی غلطی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نہیں کی ہے۔

"کچھ نہیں۔" اس نے پھر ان کے سینے پر سر رکھ لیا تھا۔

وہ واپس آ گیا تھا۔

"چلیں۔" وہ مہرماہ سے مخاطب ہوا تھا۔

اس نے پلکیں جھپکالی تھیں۔

"اماں! آپ کیا یہاں اکیلی رہیں گی؟" اسے اپنی اماں کا خیال آیا تھا۔

"نہیں۔ تجھے رخصت کر کے تیرے ماموں کے پاس ہی واپس جا رہی ہوں۔" اس کی ٹینشن انہوں نے دور کر دی تھی۔

وہ آنسوؤں کے ساتھ رخصت ہو گئی تھی۔ اس کا دل بے چین تھا۔ جس سے کچھ دن پہلے ہی اپنے منکوح کی شکایت کی تھی، آج وہ ہی اس کا شوہر بنا اس کے برابر میں بیٹھا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"اتنا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ گھبراتی نہیں ہیں۔" آدھے گھنٹے تک ان کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور وہ مسلسل اپنی انگلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

"میں گھبرا تو نہیں رہی۔" بمشکل اس نے لہجہ نارمل کیا تھا۔

"پھر اتنی خاموش کیوں ہیں؟" وہی انداز، جو اسے سخت ناپسند تھا، خواہ مخواہ کا فری ہونا۔

"کوئی بات کرنے کو ہے ہی نہیں۔" اس نے بمشکل خود پر قابو پایا تھا۔

"جب تک میں آپ کا ٹیچر تھا تب تک تو آپ کے پاس اپنی پرسنل لائف بھی شیئرنگ کے لیے تھی اور جب میں آپ کا ہسبنڈ ہوں تو آپ کے پاس کچھ شیئرنگ کے لیے نہیں ہے۔ انٹرسٹنگ۔" اسی بات سے تو وہ نروس ہو رہی تھی اور اس نے یہی بات چھیڑ دی تھی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس کی ہچکیوں کی آواز آئی تھی۔ اس نے فوراً اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھے رو رہی تھی۔ اس نے فوراً گاڑی روک دی تھی۔

"مہرماہ کیا ہوا؟ ٹھیک ہے آپ مجھ سے کچھ شیئر نہ کریں میں ایسے ہی کہہ رہا تھا۔" وہ گھبرا گیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وہ اور زیادہ شدت سے رونے لگ گئی تھی۔

"مہر ماہ! کیا ہو گیا ہے؟ میری بات سنیں۔" اس نے اس کے ہاتھ اس کے چہرے پر سے ہٹائے تھے۔ اس نے نظریں نیچے کی ہوئی تھیں مگر آنسو بہہ رہے تھے۔

"میری طرف دیکھیں۔" اس کے ہاتھ نرمی سے دبا کر اس نے کہا تھا۔ اس نے نظریں اس پر جمائی تھیں لیکن اس کی طرف دیکھتے ہی اس نے پورے کا پورا ضبط کھو دیا تھا۔ اب وہ اس کے سینے سے لگ کر رو رہی تھی۔ پہلے وہ اسے سکون سے بہلاتا رہا پھر اس کے بالوں پر اپنا ہاتھ پھیرتا رہا۔

"اب بتائیں کیوں رو رہی ہیں آپ؟" جب اس کی ہچکیوں میں کمی آئی تھی تو اس نے پوچھا تھا۔

"آپ کو پتا ہے میں نے کتنا انتظار کیا ہے آپ کا؟" اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

اس کے الفاظ اس کے دل میں بس سے گئے تھے۔

"ہاں۔ ڈھکے چھپے الفاظ میں بتا چکی ہو...... لیکن اگر ٹھیک سے بتانا چاہتی ہو تو بتاؤ میں سننے کے لیے تیار ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے میں یہاں آنسوؤں......"

"آنسوؤں سے میری شرٹ گیلی کر چکی ہو۔" اس نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

"سوری۔" اس کی شرٹ گیلی دیکھ کر وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"سوری سے کام نہیں چلے گا۔ میری شرٹ آپ ہی دھوئیں گی۔" اس نے سختی سے کہا تھا۔

"جی ٹھیک ہے۔" اس نے نظریں جھکا کر اپنی سزا قبول کر لی تھی۔

"مذاق کر رہا تھا یار۔ خیر تم نے بتایا نہیں کہ کتنا انتظار کیا میرا؟" اس نے دوبارہ اسے خود سے لگا لیا تھا۔

"پوری کلاس کے سامنے جو غزل سنائی تھی۔ وہ آپ کے ہی نام تھی۔" اس نے جیسے یاد کروایا تھا۔

"ہمم۔ مطلب کہ میری دھڑکنوں کے حصار میں اظہارِ محبت نہیں کرو گی؟" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔

اس کی خواہش پر وہ بلش کر گئی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"ارے واہ! آپ تو ہم سے شرماتی بھی ہیں ورنہ شروع دن سے ہی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔"

ان دونوں کے بیچ وہ رشتہ قائم تھا جو سب میں مضبوط ہے اور پھر اللہ سے ایک دوسرے کے لیے محبت وہ دونوں ہی قبول کر چکے تھے اسی لیے آج دونوں میں فاصلہ کم تھا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔" اس نے اس کی گیلی شرٹ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"پھر کیسا ہے؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ایسا ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ اس وقت آپ میرے استاد تھے اور استاد اتنا فرینک ہو۔ مجھے نہیں پسند۔ اور ایک اور بات۔ اب آپ میرے شوہر ہیں۔ اب اگر کسی سے فرینک ہوئے نا تو جان سے مار ڈالوں گی۔" وہ غصے سے کہہ رہی تھی۔

"اف۔ غصہ بھی آتا ہے؟" اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔ "سب تمہاری حفاظت کے لیے تھا۔"

اس نے اس کے اندر تک سکون بھر دیا تھا۔ وہ کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہو گئی تھی۔

"گھر چلیں۔" اس نے اسے خود سے علیحدہ کر دیا تھا اور گاڑی گھر کی طرف رواں کر دی تھی۔

"السلام علیکم!" وہ گھر میں داخل ہوئی تو سسر صاحب سامنے ہی موجود تھے جنہیں دیکھ کر اس نے ادب سے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام! بھئی تم نے تو اپنے باپ کی یاد دلا دی۔" انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ اپنے باپ کا ذکر سنتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

"ارے بیٹا! تمہیں رلانے کے لیے نہیں کہا تھا۔" انہوں نے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

"بہت زیادہ ہی آنسو ہیں ان کے پاس۔" اس نے گاڑی والی واقعہ یاد کیا تھا۔

وہ رو پڑی تھی۔

"شاہ رخ! منہ بند رکھو اپنا۔" انہوں نے اسے ڈانٹ دیا تھا۔

"جاؤ جا کر میری بچی کے لیے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔" انہوں نے اسے اپنا حکم بھی دے دیا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"جاتا ہوں۔" وہ اٹھ گیا تھا لیکن مہرماہ نے فوراً کان پکڑ لیے تھے جس پر وہ مسکرا دی تھی۔

"اب رونا بند کرو میرے بچے...... اور میں بھی تمہارے باپ جیسا ہی ہوں...... بلکہ جیسا کیا؟ ہوں۔ مجھے ڈیڈ، پاپا، ابو، بابا جو بلانا چاہو ضرور بلانا۔" انہوں نے اس کے آنسو صاف کر دیئے تھے۔

"جی پاپا" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے واہ! شاہ رخ بھی مجھے پاپا ہی بلاتا ہے۔" وہ خوشی سے چہکے تھے۔

"یہاں اور کون کون ہے؟" وہ شاہ رخ کی فیملی سے ناواقف تھی۔

"کوئی اور دیکھ رہا ہے؟" وہ مذاقیہ بولے تھے۔

وہ ہنس دی تھی۔ تبھی شاہ رخ لوازمات سے بھری ٹرے لے آیا تھا۔

"میرا مطلب تھا کہ میرے سسرال میں کون کون ہے؟"

"فی الحال تو صرف تمہارا نکما نالائق شوہر ہے۔ اس کے علاوہ ہم تو آجکل سرحد پر ہیں...... اور تمہاری نند شادی شدہ ہے...... دو بچوں کی اماں ہے...... اور اپنے سسرال میں ہے۔"

"اور میری ساس؟"

"وہ اللہ جی کے پاس ہیں۔" ان کی آنکھوں میں نمی جھلکی تھی۔

"سوری پاپا" وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"خیر چلو تم یہ کھاؤ پیو۔ ہم تو چلیں۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"دھیان رکھنا میری بیٹی کا۔" اپنے بیٹے کے گلے لگ کر انہوں نے حکم دیا تھا۔

"میری بہن تو نہ بنائیں۔" اس نے شرارت سے کہا تھا۔

"بے شرم۔" وہ اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے چلے گئے تھے۔

وہ ابھی تک ایسے ہی بیٹھی تھی۔

"کیا آپ نے روزہ رکھا ہے؟" وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"نہیں تو۔" اس نے فوراً کہا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''تو پھر کیا میرے ہاتھ سے کھانا ہے؟'' اس نے شرارت سے کہا تھا۔

''جی نہیں۔'' اس نے منہ بنا کر ٹرے میں سے کچھ چیزیں اٹھالی تھیں۔اس کے انداز پر وہ مسکرا گیا تھا۔کچھ یاد آنے پر وہ اس کے پاس سے چلا گیا تھا۔

''آپ کی ٹرافی۔'' بیت بازی میں جو اسے ٹرافی ملی تھی۔وہ ٹرافی اس نے اس کے سامنے رکھ دی تھی۔اسے یاد آیا کہ جیسے ہی حملہ شروع ہوا تھا اس کے ہاتھ سے ساری چیزیں گر گئی تھیں۔

''ٹوٹ بھی گئی تھی لیکن اب ٹھیک ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

''میں اسے کہاں رکھوں؟'' بمشکل اس نے پوچھا تھا۔

''ہم۔ویسے تو یہ گھر آپ کے گھر سے چھوٹا ہے۔لیکن اتنا چھوٹا بھی نہیں ہے کہ آپ ایک ٹرافی بھی نہیں رکھ سکتیں۔'' اس کے سوال پر اس کا دل کیا تھا کہ قہقہہ بلند کردے۔

''میرے گھر میں میری ساری ٹرافیز ایک کمرے کی ٹیبل پر رہتی ہیں۔تو آپ کے گھر میں کہاں رکھوں؟'' وہ پہلی والی مہر ماہ بن گئی تھی۔نک چڑھی سی۔

''کہیں بھی رکھ دیں۔آپ کا ہی گھر ہے۔جیسے مرضی سیٹ کردیں۔'' اسے یہی مہر ماہ پسند تھی۔نک چڑھی سی۔

''اوکے۔'' اس نے سامنے کی میز پر رکھ دی۔

''آپ کو وہ ڈاکومنٹس مل گئے تھے؟'' اس نے چائے ختم کر لی تھی۔

''جی مل گئے تھے۔'' اس نے اطمینان سے بتایا تھا۔

''لیکن سر آپ کو کیسے پتا کہ میرا کمرہ کہاں تھا؟'' اس نے جلدی سے پوچھا تھا۔

''میڈم! میں کافی بار آپ کی غیر موجودگی میں وہاں آ چکا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

''اور سر پھر آپ نے ان ڈاکومنٹس کا کیا کیا؟'' اس نے دوسرا سوال پوچھا تھا۔

''میڈم! جو آپ نے ان ڈاکومنٹس کا کرنا تھا میں نے بھی وہی کیا۔'' اس نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

''آپ مجھے میڈم کیوں بول رہے ہیں؟'' وہ دوبارا سے میڈم بول چکا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"آپ بھی تو مجھے سر ہی بول رہی ہیں۔ جبکہ آپ جانتی ہیں کہ میں کون ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کا نام بھی تو کافی بڑا ہے۔" اس نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کا بھی بڑا ہے۔" جواب حاضر تھا۔ وہ بھی برابری کا۔

وہ خاموش رہی۔

"ایک کام کریں۔ آپ مجھے شاہ بلا لیے گا اور میں آپ کو مہر۔" اس نے خود ہی حل بتا دیا تھا۔

"آپ سے ایک درخواست ہے۔" اس نے انگلیاں آپس میں ملائی تھیں۔

"جی کہیں۔" اس نے محبت سے کہا تھا۔

"آپ یونی میں کسی کو بتایئے گا نہیں ہمارے بارے میں۔" اس نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔

"ہمارے بارے میں کیا؟" وہ سکون سے انجان بن گیا تھا۔

"یہی کہ میں آپ کے نکاح میں ہوں اور میری رخصتی بھی ہو گئی ہے۔"

وہ یہی تو سننا چاہتا تھا۔

"اور آپ کی دوست شائستہ؟" وہ اس کی بیسٹ فرینڈ تھی۔ اور وہ یہ بات جانتا تھا۔

"اس گھٹیا انسان کو ابھی بھی میری دوست کی پڑی ہے۔ مطلب دوسری لڑکی کی۔ ٹھرکی کہیں کا۔ سدھرے گا تھوڑی۔" اس نے دل ہی دل میں ضبط کیا تھا۔

"وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے۔ میں اس سے سب شیئر کرتی ہوں۔ اسے میں خود بتا دوں گی۔" بمشکل اس نے خود کو نارمل کیا تھا۔

"او کے۔" وہ زیر لب مسکرایا تھا۔

✿......✿......✿

مغرب کے بعد وہ دوسرے کمرے میں لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا تھا۔ اور اس نے اپنی دوست کو کال ملائی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"مہر ماہ! تم ٹھیک ہو؟ ہمیں پتا چلا کہ تم پر یونی کے باہر حملہ ہوا تھا۔" شائستہ کی فکر مند آواز سنائی دی تھی۔

"ہاں یار، الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔" اس نے تشکر سے بتایا تھا۔

"لیکن میں ٹھیک نہیں ہوں۔ تجھ سے ناراض ہوں۔" شائستہ کا خفگی لہجہ جھلکا تھا۔

"کیوں؟" اس نے جلدی ہی پوچھا۔

"یہ سر محراب کا کیا سین ہے؟ انہوں نے تیری حفاظت کی۔ یونی میں تو پتا نہیں کیسی کیسی باتیں بن رہی تھیں۔ پھر پرنسپل نے بتایا کہ سر محراب آرمی آفیسر شاہ رخ ہیں جو مہر ماہ کے شوہر ہیں۔" جیسے ہی اس نے یہ بات سنی۔ ایسا لگا کہ دل ابھی بند ہو جائے گا۔

"پرنسپل نے کہا؟ یا اللہ کیا سوچ رہے ہوں گے پرنسپل میرے بارے میں؟" وہ سخت پریشان ہو گئی تھی۔

"تو سیدھا سیدھا کچھ بتائے گی؟" شائستہ پھٹ پڑی تھی۔

"ہاں یار، ماما نے دو سال پہلے ہی میرا نکاح کر دیا تھا کسی شاہ رخ نام کے بندے سے۔ مگر یقین جان کہ میں نے اس کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ اور آج ماما نے مجھے بتایا کہ سر محراب ہی شاہ رخ ہیں۔ اور تجھے پتا ہے؟" وہ ٹھہری تھی۔

"کیا؟" شائستہ سے تجسس برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"میری آج رخصتی بھی ہو گئی ہے۔ میں سر محراب کے ہی گھر پر ہوں۔" اس نے بات مکمل کی تھی۔

"اب تو سر محراب بولنا چھوڑ دے۔" شائستہ نے تنگ کیا تھا۔

"چپ کر۔ فری مت ہو۔" اس نے ڈانٹ دیا تھا۔

"ایک تو اتنے ہینڈسم، ڈیشنگ، ہاٹ......"

"بس بس۔ پوچھ رہے تھے تیرا۔" اس نے ناگواری سے بتایا تھا۔

"اور تو جل رہی ہے۔" شائستہ نے قہقہہ لگایا تھا۔

"میں اور ان سے اور تم سے جلوں گی؟" وہ استہزائیہ ہنسی تھی۔

"اوہو۔ ان......" اس نے ہوٹنگ کی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

''شاہ رخ۔'' اس نے جل کر ان کی جگہ اس کا نام لیا تھا۔ کبھی وہ کمرے میں آیا تھا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن چکا تھا۔

''میں۔ میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ اللہ حافظ۔'' اس نے اٹکتے ہوئے کہا تھا اور فون بند کر دیا تھا۔

''آپ کریں بات۔ لیکن یوں اپنے شوہر کا نام کسی کے سامنے نہیں لیتے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور میز پر سے فائل اٹھا کر چلا گیا تھا۔ وہ جل بھن اٹھی تھی۔

✿......✿......✿

''آپ یہیں سو جائیں۔ مجھے تھوڑا کام ہے۔ لائٹس آن رکھوں گا۔''

''اوکے۔'' وہ مان گئی تھی۔ وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا مگر اس کا موبائل اس کی کمرے میں ہی رہ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی موبائل بجا تھا۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف بڑھی تو کمرہ لاک تھا اسی لیے مہرماہ نے ہی اٹھا لیا تھا۔

''تم نے رخصتی کروالی؟ اچھا نہیں کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔'' فون پر سے جیسے ہی آواز ابھری تھی اس کے اندر زہر اتر گیا تھا۔

نمبر دیکھا تو اس پر ''وردہ'' لکھا ہوا تھا۔

اس نے لائن کاٹ دی تھی۔ واپس کمرے میں آ کر وہ خوب ہچکیوں سے روئی تھی۔

''یہ ہیں ہی ایسے۔'' روتے روتے اسے کوستی جا رہی تھی۔ روتے روتے ہی وہ نیند کی قیدی بن گئی تھی۔

✿......✿......✿

صبح ہی صبح اس کی پھولوں کے تیز عطر سے آنکھ کھلی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھی تو اس کے چاروں طرف بے تحاشا پھول ہی پھول تھے۔ وہ نیچے اتری تھی اور کمرے سے باہر نکلی تھی۔

باہر کا ماحول بھی ایسا ہی تھا لیکن گٹار بجنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ آواز کے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھی اور آواز تک پہنچ گئی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وہ سامنے سر جھکائے گٹار بجا رہا تھا۔ اسے محسوس کرتے ہوئے اس نے سر اٹھالیا تھا، مسکرا کر گٹار سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔ وہ اس کی طرف بڑھا تھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

''جس طرح دو سال تم نے میرے انتظار میں گزارے ہیں۔ ویسے ہی دو سال میں نے تمہارے خواب و خیالوں میں گزارے۔ جس طرح تم تڑپی ہو۔ اسی طرح میری حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔ مجھے تم سے بیحد محبت ہے مہر ماہ!''

''تو پھر وردہ کون ہے؟'' اس کے اظہار کی اس نے دھجیاں اڑادی تھیں۔

''وردہ؟'' وہ سیدھا کھڑا ہوا تھا۔

''ہاں وردہ۔ آپ ہیں ہی ایسے...... میں ہی پاگل ہوں جس نے بناء دیکھے آپ سے محبت کی ہے۔'' وہ اس کا دل توڑتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی اور وہ ابھی تک سوچ میں پڑا ہوا تھا۔

✿......✿......✿

دو دن گزر گئے تھے۔ دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ اس کے سسر بھی واپس آ گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ خوش ہو گئی تھی۔

''اب تو آپ نہیں جائیں گے نا؟'' اس نے پیار سے پوچھا تھا۔

''جب تک کام نہیں آجاتا تب تک نہیں۔'' انہوں نے بھی پیار سے جواب دیا تھا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ اس اتوار کو تم دونوں کا ولیمہ کروا دوں۔ کیا کہتے ہو تم دونوں؟'' وہ دونوں سے مخاطب ہوئے تھے۔

''اپنی بہو سے پوچھ لیں۔'' آج اس کے لہجے میں کڑواہٹ تھی جو مہر ماہ کو شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

''جیسا آپ چاہیں پاپا۔'' اس نے احترام سے جواب دیا تھا۔

''تو پھر یہی اتوار ٹھیک ہے۔ تم پھر وردہ کو کال ملاؤ۔'' وہ شاہ رخ سے مخاطب ہوئے تھے۔

''وردہ؟'' وہ چونک گئی تھی۔

''ہاں بیٹا تمہاری نند وردہ۔ میری بیٹی۔ شاہ رخ کی بہن۔'' انہوں نے جس سکون سے جواب دیا تھا اس کا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سکون برباد ہو گیا تھا۔اس نے فوراً شاہ رخ کی طرف دیکھا تھا مگر اس نے نظریں پھیر لی تھیں۔

"جی پاپا! کرتا ہوں اسے فون۔" وہ اٹھ کر چلا گیا تھا۔

"ہیئے اللہ! میں نے تو کیا سوچ لیا تھا؟" وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" اسے پریشان دیکھ کر انہوں نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے بات چھپالی تھی۔

"میں تو آرام کروں گا اب۔" وہ اپنے کمرے کی جانب چلے گئے تھے۔

"اف، اف۔ یہ کیا کر دیا میں نے؟" وہ اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

دو دن سے وہ اسی کمرے میں رہ رہی تھی لیکن وہ دوسرے کمرے میں ہوتا تھا۔

"مجھے ان سے سوری کر لینا چاہیے۔انہیں منا لینا چاہیے۔"

وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔آج دروازہ لاک نہیں تھا۔

"ہیئے کاش! اس دن بھی دروازہ لاک نہ ہوتا۔" دل میں ایک خواہش رہ گئی تھی۔

"سنیں۔" اس نے نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا۔

"کہو۔" وہ سامنے کی طرف پی سی میں مصروف تھا۔اس کی آواز پر بھی مصروف ہی رہا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

اس نے بہت ساری ہمت جمع کی تھی لیکن وہ تو ٹھیک سے سن ہی نہیں رہا تھا۔

"بولو میں سن رہا ہوں۔" وہ مصروف ہی رہا۔

وہ پیر پٹختی ہوئی اس کے پاس آئی تھی اور جھٹ سے پی سی بند کر دیا تھا۔

"میری بات سن لیں۔" اس نے تلملا کر کہا تھا۔

"سناؤ۔" اس نے سکون سے اس کا یہ روپ دیکھا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ میں نے بہت غلط سوچا تھا۔" اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"ایسے نہیں۔کان پکڑو۔ پھر سوری کہو۔" اس نے حکم دیتے ہوئے کہا تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"جی؟" وہ حیران ہوگئی تھی۔

"ہاں۔تمہارا استاد بھی رہ چکا ہوں۔اور استاد ایسی سزا ضرور دیتے ہیں۔" اس نے اپنی مسکراہٹ چھپالی تھی۔

"سوری۔"اس نے کان پکڑ لیے تھے۔

وہ چیئر پر سے اٹھا تھا اور اس کے ہاتھ کان پر سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں لے لیے تھے۔

"اگر تم میری بہن کے سواء کسی اور پر شک کرتی تو تمہارے شک کرنے پر میں بیحد خوش ہوتا کیونکہ اس سے ثابت ہوتا کہ تمہیں مجھ سے بے پناہ محبت ہے۔کیونکہ محبت میں کوئی تیسرا برداشت نہیں کیا جاتا......اور ویسے بھی عورت کی خصلت میں شامل ہے کہ وہ سوت کے نام پر کسی کو بھی برداشت نہیں کرسکتی ہے۔لیکن خیر۔میں نے تمہیں معاف کیا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ لیا تھا۔

حصار تیری دھڑکنوں کا
مجھے سنبھالے رکھتا ہے
حصار تیری دھڑکنوں کا
مجھے تیرا بنائے رکھتا ہے
میں سچ کہوں تو سچ ہے یہ
میری دھڑکنوں میں بسا ہے تو
میں بولنا چاہوں تو اظہار ہے یہ
میری سانسوں میں رچا ہے تو
میں سوچنا چاہوں تو خیال ہے یہ
میری زندگی کا سہارا ہے تو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

حصار تیری دھڑکنوں کا
مجھے سنبھالے رکھتا ہے
حصار تیری دھڑکنوں کا
مجھے تیرا بنائے رکھتا ہے

ختم شد

http://sohnidigest.com
سوہنی ڈائجسٹ
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com